حصہ 7

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ

تعلیماتِ قرآن

سوالاً جواباً اسائنمنٹ

شعبہ
فیضان آن لائن اکیڈمی
دعوتِ اسلامی

مرتب
محمد افضل رضا عطاری

تعلیمات قرآن حصہ 7

سوالاً جواباً اسائنمنٹ

(بفیضان نظر)

مدرس :استاد محترم حضرت علامہ مولانا محمد قاسم خان عطاری مدنی دامت برکاتہم العالیہ

مرتب و کمپوزر: محمد افضل رضا عطاری باب الاسلام سندھ گھوٹکی

شعبہ جامعۃ المدینہ آن لائن بوائز (فیضان آن لائن اکیڈمی)

{سورۃ الاعراف}

سوال: سورۃ الاعراف کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں اور یہ کہاں نازل ہوئی؟

جواب : اعراف کا معنی ہے: بلند جگہ۔ اس سورت کی آیت نمبر چھیالیس (46) میں جنت اور دوزخ کے درمیان کی ایک جگہ " اعراف کا ذکر ہے جو بہت بلند ہے، اسی وجہ سے اس سورت کا نام "سورہ اعراف" رکھا گیا ہے۔ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔

سوال: اس سورت کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں انبیائے کرام علیہم السلام کے حالات اور انہیں جھٹلانے والی قوموں کے انجام بیان کر کے اس امت کے لوگوں کو ان قوموں جیسا عذاب نازل ہونے سے ڈرایا گیا ہے نیز ایمان اور نیک اعمال کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسلام کی کے بنیادی عقائد جیسے اللہ پاک کا ایک ہونا، وحی، رسالت، مرنے کے بعد دو بارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کا بدلہ ملنے کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے.

سوال: سورۃ الاعراف کی فضیلت پر احادیث مبارکہ بیان کریں ؟

جواب: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہاسے روایت ہے، رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " جس نے قرآن پاک کی پہلی سات (7) سورتوں کو یاد کیا اور ان کی تلاوت کرتا رہا تو یہ اس کے لئے بہت ثواب کا کام ہے۔

سوال : سورۃ اعراف کی آیت نمبر 10 سے ہمیں کیا سبق ملاتا ہے ؟

جواب :اس آیت مبارکہ سے اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اپنی عظیم نعمتوں کو یا د دلایا کہ جن کی وجہ سے نعمتیں عطا فرمانے والے کا شکر ادا کرنا لازم ہوتا ہے چناچہ ہمیں اس آیت مبارکہ سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ ہمیں اللہ پاک کا شکر ادا کرنا چاہیے .

سوال : سورہ اعراف کی آیت نمبر 33 کی روشنی میں بتائیں کہ اللہ پاک نے کون کونسی چیز حرام فرمائی ہیں؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حرام فرمایا وہ یہ ہیں : (1) بے حیائیاں چاہے ظاہری ہوں یا باطنی، قولی ہوں یا فعلی۔ (2) گناہ۔ (3) ناحق زیادتی۔ (4) ہر طرح کا کفر و شرک۔

سوال : قیامت کے دن امن وامان میں کون لوگ ہوں گے ؟

جواب:اے اولادِ آدم تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول تشریف لائیں گے جو تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی کتاب پڑھ کر سنائیں گے اُسے سن کرجو پرہیزگاری اختیار کرے گا اور ممنوعات سے بچتے ہوئے عبادت و اطاعت کا راستہ اختیار کرے گا تو قیامت کے دن اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کا نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ دنیا میں کچھ چھوڑ دینے کی وجہ سے غمگین ہوگا.

سوال : ایمان والے جنت میں داخل ہوتے وقت کیا کہیں گے ؟

جواب :مؤمنین جنت میں داخل ہوتے وقت کہیں گے: تمام تعریفیں اس اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے ہیں جس نے ہمیں اچھے اعمال کی ہدایت دی اور ہمیں ایسے عمل کی توفیق دی جس کا یہ اجرو ثواب ہے اور ہم پر فضل و رحمت فرمائی اور اپنے کرم سے عذابِ جہنّم سے محفوظ کیا۔، اور ،جب جنّتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں چلے جائیں گے تو جنت والے جہنمیوں کو پکار کر کہیں گے کہ ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ نے جو ہم سے وعدہ فرمایا تھا اور رسولوں عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے جو فرمایا تھا کہ ایمان و اطاعت پر اجرو ثواب پاؤگے ہم نے تو اسے سچا پایا، کیا تم لوگوں نے بھی اُس وعدے کو سچا پایا جو تم سے رب عَزَّوَجَلَّ نے کفرو نافرمانی پر عذاب کا وعدہ کیا تھا؟ وہ جواب میں کہیں گے: ہاں ، ہم نے بھی اسے سچا پایا۔

سوال : " اصحاب اعراف کون لوگ ہوں گے ؟

جواب:یہ مرد کس طبقے کے ہوں گے اس بارے میں اقوال مختلف ہیں۔(1) حضرت عبداللہ بن مسعودرَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں ” یہ وہ لوگ ہوں گے جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہوں گی وہ اعراف پر ٹھہرے رہیں گے، جب اہلِ جنت کی طرف دیکھیں گے تو انہیں سلام کریں گے اور دوزخیوں کی طرف دیکھیں گے تو کہیں گے یارب! عَزَّوَجَلَّ، ہمیں ظالم قوم کے ساتھ نہ کر۔پھر آخر کار جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

(2) ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ جہاد میں شہید ہوئے مگر اُن کے والدین اُن سے ناراض تھے وہ اعراف میں ٹھہرائے جائیں گے (3)ایک قول یہ ہے کہ جو لوگ ایسے ہیں کہ اُن کے والدین میں سے ایک اُن سے راضی ہو، ایک ناراض وہ اعراف میں رکھے جائیں گے۔ ان اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ اعراف کا مرتبہ اہلِ جنت سے کم ہے۔

(4) امام مجاہد رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا قول یہ ہے اعراف میں صلحاء ،فقراء، علماء ہوں گے اور اُن کا وہاں قیام اس لئے ہوگا کہ دوسرے اُن کے فضل و شرف کو دیکھیں (5) ایک قول یہ ہے کہ اعراف میں انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام ہوں گے اور

وہ اس مکانِ عالی میں تمام اہلِ قیامت پر ممتاز کئے جائیں گے اور اُن کی فضیلت اور رتبۂ عالیہ کا اظہار کیا جائے گا تاکہ جنتی اور دوزخی ان کو دیکھیں اور وہ ان سب کے احوال، ثواب و عذاب کے مقدارا ور احوال کا معائنہ کریں.

سوال: سورۃ الاعراف کی آیت نمبر 23 کے دعائیہ الفاظ تحریر کریں؟

جواب: رَبَّنَا ظَلَمْنَآ أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخٰسِرِينَ 0

سوال: ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرنے کی وضاحت تحریر کریں؟

جواب: نماز کے وقت صرف سترِ عورت کیلئے کفایت کرنے والا لباس ہی نہ پہنو بلکہ اس کے ساتھ وہ لباس زینت والا بھی ہو یعنی عمدہ لباس میں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کے حضور حاضری دو۔ اور خوشبو لگانا زینت میں داخل ہے یعنی نماز کیلئے ان چیزوں کا بھی اہتمام رکھو۔ سُنّت یہ ہے کہ آدمی بہتر ہیئت کے ساتھ نماز کے لئے حاضر ہو کیونکہ نماز میں رب عَزَّوَجَلَّ سے مناجات ہے تو اس کے لئے زینت کرنا اور عطر لگانا مستحب ہے جیسا کہ سترِ عورت اور طہارت واجب ہے

حصہ: 02

سوال : آیت نمبر 54 میں اللہ پاک کی عظمت و قدرت پر دلالت کرنے والی کونسی چیزیں بیان کی گئی ہیں ؟

جواب :اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قدرت و وحدانیت کی دلیل آسمان و زمین کی تخلیق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور چھ دن میں پیدا کیا ، رات کا اندھیرا دن کی روشنی کو اور پھر آئندہ دن کی روشنی رات کے اندھیرے کو دور کر دیتی ہے نیز اِن رات دن میں سے ہر ایک دوسرے کے پیچھے جلد جلد چلا آرہا ہے کہ دن رات کا ایسا سلسلہ قائم فرمایا جو کبھی ٹوٹتا نہیں اور اس نے سورج ،چاند ، ستاروں کو بنایا اور ایسا بنایا کہ نہ کبھی خراب ہوں اور نہ کبھی ان کو تبدیل کیا جاسکے مگر جب اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے۔ یہ سب اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم کے پابند ہیں۔ کائنات میں تخلیق اور تَصَرُّف کا حقیقی اختیار صرف اللہ عَزَّوَجَلَّ کو ہے اور اسی کی ذات خیر و برکت والی ہے کہ اسی کا فیضان جاری و ساری ہے اور سب برکتیں ، عنایتیں اور رحمتیں اسی کی طرف سے ہیں۔

سوال : قرآن مجید میں کس طرح دعا کرنے کا حکم دیا گیا ہے؟

جواب :اپنے رب کہ سامنے گڑگڑاتے ہوئے اور آہستہ آواز سے دعا مانگنے کا حکم دیا گیا ہے .

سوال : قوم ثمود کو اللہ پاک نے کیا صلاحیت عطا فرمائی تھی؟

جواب : اللہ پاک نے قوم ثمود کو یہ صلاحیت عطا فرمائی تھی کہ وہ زمین میں محلات بناتے تھے اور پہاڑوں کو تراش کر مکانات بناتے تھے .

سوال : حضرت صالح علیہ السلام نے قوم کی ہلاکت کے بعد ان کی لاشوں سے کیا فرمایا؟

جواب : حضرت صالح علیہ السلام ان کی لاشوں پر گزرے تو ان کی لاشوں سے خطاب کر کے فرمایا: اے میری قوم! بیشک میں نے تمہیں اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کا پیغام پہنچا دیا اور میں نے تمہاری خیرخواہی کی لیکن تم خیر خواہوں کو پسند نہیں کرتے۔

سوال: دعا کے 5 آداب اور دعا میں حد سے بڑھنے کی 5 مثالیں تحریر کریں ؟

جواب: (1)دعا مانگنے والا عبادت گزاروں کے گروہ میں شمار ہوتا ہے کہ دعا فِی نَفْسِہٖ یعنی بذاتِ خود عبادت بلکہ عبادت کا مغز ہے۔(2)جو شخص دعا کرتا ہے وہ اپنے عاجز اور محتاج ہونے کا اقرار اور اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی قدرت اور کرم کا اعتراف کرتا ہے۔(3)دعا مانگنے سے شریعتِ مطہرہ کے حکم کی بجا آوری ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم دیا اور دعا نہ مانگنے والے پر حدیث میں وعید آئی۔(4)سنت کی پیروی ہو گی کہ حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ دعا مانگا کرتے اور اوروں کو بھی تاکید فرماتے۔(5)دعا سے آفات و بلِّیّات دور ہوتی ہیں اور مقصود حاصل ہوتا ہے۔

دعا میں حد سے بڑھنے کی مختلف صورتیں ہیں: جیسے انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا مرتبہ مانگنا یا آسمان پر چڑھنے کی دعا کرنا، اسی طرح جو چیزیں محال یا قریب بہ محال ہیں ان کی دعا کرنا، ہمیشہ کے لئے تندرستی اور عافیت مانگنا، ایسے کام کے بدلنے کی دعا مانگنا جس پر قلم جاری ہو چکا مثلاً لمبا آدمی کہے میرا قد کم ہو جائے یا چھوٹی آنکھوں والا کہے کہ میری آنکھیں بڑی ہو جائیں۔ اسی طرح گناہ کی دعا مانگنا، رشتہ داروں سے تعلقات ٹوٹ جانے کی دعا کرنا.

سوال: مدین والوں کی 3 خرابیاں بیان کریں؟

جواب: ایک ناپ تول میں کمی کرنا اور دوسرا لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے دینا اور تیسرا لوگوں کو حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے دور کرنے کی کوششیں کرنا تھا۔

حصہ: 03

سوال: حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معجزہ دیکھ کر جادو گروں نے کیا کیا ؟

جواب : معجزہ دیکھ کران پر ایسا اثر ہوا کہ وہ بے اختیار '' اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی ہم تمام جہانوں کے رب پر ایمان لائے '' کہتے ہوئے سجدے میں گر گئے۔

سوال : جادو گروں کے ایمان لانے پر فرعون نے انہیں کیا دھمکی دی ؟

جواب :جب جادو گر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام پر ایمان لے آئے تو یہ دیکھ کر فرعون بولا: میری اجازت کے بغیر تم ایمان کیوں لے آئے؟ یہ تو بہت بڑا دھوکہ ہے جو تم اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سب نے متفق ہو کر اس شہر میں کیا ہے ۔تم سب شاگرد ہو اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تمہارے استاد ہیں ، تم نے خفیہ ساز باز کر کے یہ مقابلہ کیا اور تم جان بوجھ کر ہار گئے تاکہ تم شہر کے لوگوں کو اس سے نکال دو اور خود اس پر مُسلَّط ہوجاؤ تو اب تم جان جاؤ گے کہ میں تمہارے ساتھ کس طرح پیش آتا ہوں اور میں تمہیں کیا سزا دوں گا۔ میں ضرور تمہارے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ دوں گا پھر تم سب کو دریائے نیل کے کنارے پھانسی دے دوں گا

سوال : جادو گروں نے فرعون کی اذیت ناک سزائیں سن کر اللہ پاک سے کیا دعا کی تھی ؟ آیت اور ترجمہ تحریر کیجیے۔

جواب :جادو گروں نے صبر کی دعا کی کہ '' رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ تَوَفَّنَا مُسْلِمِیْنَ '' اے ہمارے رب عَزَّوَجَلَّ! ہم پر صبر انڈیل دے اور ہمیں حالتِ اسلام میں موت عطا فرما۔

سوال حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو کونسی غیبی خبر بتائی تھی جو بالکل درست ثابت ہوئی ؟

جواب : حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ان سے فرمایا: عنقریب تمہارا رب عَزَّوَجَلَّ تمہارے دشمنوں کو ہلاک کردے گا اور تمہیں زمین میں جانشین بنا دے گا پھر وہ دیکھے گا کہ تم کیسے کام کرتے ہو اور کس طرح شکرِ نعمت بجالاتے ہو۔

سوال : جب ہمیں کوئی آزمائش آئے تو کیا دعا کرنی چاہیے؟

جواب :اللہ عَزَّوَجَلَّ سے مدد طلب کرنی چاہیے اور یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ ہمیں بخش دے ہم پر رحم فرما ہمیں ہدایت و صبر عطا فرما کہ ہم اس آزمائش میں پورا اتر سکیں ۔

حصہ: 04

سوال : بنی اسرائیل کو کیا کہتے ہوئے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا گیا تھا؟

جواب : بنی اسرائیل کو حکم یہ تھا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے ''حِطَّۃٌ'' کہتے جائیں (یہ کلمہ استغفار تھا۔) انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی اورسجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کی بجائے سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور توبہ و استغفار کا کلمہ پڑھنے کی بجائے مذاق کے طور پر''حَبَّۃٌ فِی شَعْرَۃٍ '' کہنے لگے جس کا معنیٰ تھا: بال میں دانہ۔ اس مذاق اور نافرمانی کی سزا میں ان پر طاعون مسلط کیا گیا جس سے ہزاروں اسرائیلی ہلاک ہو گئے

سوال : دریا کے کنارے آباد بستی والوں کی کس طرح آزمائش کی گئی ؟

جواب : اُس بستی میں رہنے والے بنی اسرائیل کواللہ تعالیٰ نے ہفتے کا دن عبادت کے لیے خاص کرنے اور اس دن تمام دنیاوی مشاغل ترک کرنے کا حکم دیا نیز ان پر ہفتے کے دن شکار حرام فرما دیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی آزمائش کا ارادہ فرمایا تو ہوا یوں کہ ہفتے کے دن دریا میں خوب مچھلیا ں آتیں اوریہ لوگ پانی کی سطح پر انہیں دیکھتے تھے، جب اتوار کا دن آتا تو مچھلیا ں نہ آتیں.

سوال : عالم ارواح میں انسانوں سے کس طرح عہد لیا گیا تھا؟

جواب :اللہ تعالیٰ نے اُن کیلئے رَبوبیت اور وحدانیت کے دلائل قائم فرما کر اور عقل دے کر اُن سے اپنی ربوبیت کی شہادت طلب فرمائی تو سب نے کہا:کیوں نہیں ، ہم نے اپنے اوپر گواہی دی اور تیری ربوبیت اور وحدانیت کا اقرار کیا.

سوال : جانوروں سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے لوگ کون ہیں ؟

جواب :کفار جانوروں سے بھی زیادہ بھٹکے ہوئے لوگ ہیں.

سوال: اللہ پاک کے ننانوے (99) نام میں سے کوئی 10 نام لکھیے

جواب: الرحمن،الرحیم،الملک ،القدوس،السلام المؤمن،المھیمن ،العزیز، الجبار، المتکبر.

حصہ: 05

سوال : جن بتوں کی کا فر پوجا کرتے ہیں ان سے تو انسان خود افضل ہے۔ قرآن نے اس بات کو کیسے واضح کیا ہے ؟

جواب :انسان کی قدرت کا دارومدار ان چار اعضاء پر ہے، ہاتھ پاؤں ، کان اور آنکھ کہ انسان تمام امور میں ان سے مدد لیتا ہے جبکہ بتوں کے یہ اعضاء نہیں ہیں ،لہٰذا انسان ان عاجز بتوں سے افضل ہوا کیونکہ چلنے ،پکڑنے، دیکھنے اور سننے کی طاقت

رکھنے والا اس سے بہتر ہے جو ان صلاحیتوں سے محروم ہے، لہذا انسان ہر حال میں ان بتوں سے افضل ہے کہ بت پتھروں اور درختوں سے بنے ہوئے ہیں ، کسی کو نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے تو جب ان میں وہ قوت و طاقت بھی نہیں جو تم میں ہے پھر تم ان کی پوجا کیسے کرتے ہو؟ اور اپنے سے کمتر کو پوج کر کیوں ذلیل ہوتے ہو.

سوال : آیت نمبر 199 میں نبی کریم صلی الا علیہ والہ وسلم کو کتنی اور کون کونسی باتوں کا حکم دیا گیا؟

جواب : اس آیت میں نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تین باتوں کی ہدایت فرمائی گئی ہے:

(1)...جو مجرم معذرت طلب کرتا ہوا آپ کے پاس آئے تو اس پر شفقت و مہربانی کرتے ہوئے اسے معاف کر دیجئے۔

(2)... اچھے اور مفید کام کرنے کا لوگوں کو حکم دیجئے ۔

(3)...جاہل اور ناسمجھ لوگ آپ کو برا بھلا کہیں تو ان سے الجھئے نہیں بلکہ حِلم کامظاہرہ فرمائیں۔

سوال : سورہ اعراف کے آخر میں فرشتوں کی کون کونسی صفات بیان کی گئی ہیں؟

جواب :سورۃ الاعراف کہ آخر میں فرشتوں کی یہ صفات بیان کی گئی ہیں کہ جب فرشتے اپنے بے انتہا شرف، پاک اور معصوم ہونے، شہوت اور غضب سے بری ہونے، کینہ اور حسد سے مُنَزّہ ہونے کے باوجود ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں اور خشوع و خضوع کے ساتھ سجدہ ریز ہوتے ہیں.

{سورۃ الانفال}

سوال: سورۃ الانفال کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں ؟

جواب: انفال نفل کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے غنیمت کا مال، اس سورت کی پہلی آیت میں مال غنیمت کے احکام کے بارے میں مسلمانوں کے سوال اور انہیں دیئے جانے والے جواب کا ذکر ہے ، اس لیے اس سورت کا نام " سورہ انفال" رکھا گیا ہے۔

سوال : اس سورت کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں مالِ غنیمت کے احکام ، غزوہ بدر کا تفصیلی واقعہ اور اس کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں اور کی مسلمانوں کو جنگ کے اصول سکھائے گئے ہیں.

سوال : سورۃ انفال کی ابتداء میں کامل مومن کے کتنے اور کونسے اوصاف بیان ہوئے ہیں ؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے کامل ایمان والوں کے پانچ اوصاف بیان فرمائے ہیں.

پہلا وصف: یہ بیان ہوا کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کو یاد کیا جائے تو اُن کے دل ڈر جاتے ہیں۔

دوسرا وصف: یہ بیان ہوا کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیات سن کر اُن کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے.

تیسرا وصف: یہ بیان ہوا کہ وہ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔

چوتھا وصف: یہ ارشاد فرمایا کہ وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں

پانچواں وصف: یہ ارشاد فرمایا کہ ’’اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں .

سوال: قرآن میں کن لوگوں کو بد ترین کہا گیا ہے ؟

جواب : مخلوقِ خدا میں سے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدتر وہ ہیں جو نہ حق سنتے ہیں ، نہ حق بات بولتے ہیں اور نہ حق کو سمجھتے ہیں۔ کان اور زبان و عقل سے فائدہ نہیں اُٹھاتے بلکہ جانوروں سے بھی بدتر ہیں کیونکہ یہ دیدہ ودانستہ بہرے گونگے بنتے اور عقل سے دشمنی کرتے ہیں.

سوال : اللہ پاک سے ڈرنے والے مسلمان کے لیے کیا انعامات ہیں ؟

جواب : جو شخص رب تعالیٰ سے ڈرے اور اس کے حکم پر چلے تواللہ تعالیٰ اسے **تین** خصوصی انعام عطا فرمائے گا .

پہلا انعام: یہ کہ اسے فُرقان عطا فرمائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اس کے دل کو ایسا نور اور توفیق عطا کرے گا جس سے وہ حق و باطل کے درمیان فرق کر لیا کرے۔

دوسرا انعام: یہ کہ اس کے سابقہ گناہ مٹا دیئے جائیں گے

تیسرا انعام: یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کو چھپا لے گا.

سوال : کفار مکہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کیا سازش کر رہے تھے ؟

جواب : حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنھُما نے ذکر فرمایا کہ کفارِ قریش دارُالنَّدوہ (یعنی کمیٹی گھر) میں رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور ابلیس لعین ایک بڑھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں نجد کا شیخ ہوں ، مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا، مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا۔ انہوں نے اس کو شامل کرلیا اور تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی ۔ **ابوالبختری نے کہا کہ ''** میری رائے یہ ہے کہ محمد (صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کردو اور مضبوط بندشوں سے باندھ کر دروازہ بند کردو ،صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہو کر رہ جائیں۔ اس پر شیطان لعین جو شیخِ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا: بڑی ناقص رائے ہے، جب یہ خبر مشہور ہوگی تو اُن کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور انہیں تمہارے ہاتھ سے چھڑا لیں گے۔ لوگوں نے کہا : شیخِ نجدی ٹھیک کہتا ہے ۔ **پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا، اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو (یعنی محمد صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو) اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو، پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضرر نہیں۔** ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا : جس شخص نے تمہارے ہوش اُڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنادیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو! تم نے اس کی شیریں کلامی نہیں دیکھی ہے ؟اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے دلوں کو تسخیر کرکے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کر دیں گے۔ اہلِ مجمع نے کہا : شیخِ نجدی کی رائے ٹھیک ہے۔ اس پر **ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے یہ رائے دی کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں ، وہ سب یکبارگی حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر حملہ آور ہو کر قتل کردیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑ سکیں گے۔** زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ انہیں خون کا معاوضہ دینا پڑے گا اور وہ دے دیا جائے گا۔ ابلیس لعین نے اس تجویز کوپسند کیا اور ابوجہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہوگیا ۔

سوال : خانہ کعبہ میں کفار کس طرح عبادت کرتے تھے؟جواب : حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنھُما فرماتے ہیں کہ کفارِقریش ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتے تھے اور سیٹیاں اور تالیاں بجاتے تھے اور ان کا یہ فعل یا تو اس باطل عقیدے کی وجہ سے تھا کہ سیٹی اور تالی بجانا عبادت ہے اور یا اس شرارت کی وجہ سے کہ اُن کے اِس شور سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو نماز میں پریشانی ہو۔

سوال : اصحاب بدر کہ کچھ نام تحریر کریں ؟

جواب :(1) حضرت عبید ہ بن حارِث(2) حضرت عمیر بن ابی وَقَّاص (3) حضرت ذُوالشِّمالین عمیر بن عبد عمرو(4) حضرت عاقل بن ابی بکیر (5) حضرت مِہجَع مولیٰ عمر بن الخطاب (6) حضرت صَفْوان بن بیضاء (یہ 6مہاجرین ہیں) (7)حضرت سعد بن خَیْثَمَہ (8)حضرت مبشربن عبدالمُنْذِر (9)حضرت حارِثہ بن سُراقہ (10)حضرت عوف بن عفراء (11) حضرت معوذ بن عفراء (12)حضرت عمیر بن حُمام (13)حضرت رَافع بن مُعلّٰی (14)حضرت یزید بن حارث بن فُسحم(یہ8 انصار ہیں)رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُم اَجْمَعِیْن۔

حصہ: 02

سوال: جنگ بدر والے دن کو قرآن کریم میں کیا نام دیا گیا ہے ؟

جواب:**یوم الفرقان** فرمایا گیا ہے .

سوال : آپس میں جھگڑنے اور اتفاق نہ کرنے سے کیا نقصان ہوتا ہے ؟

جواب:باہمی تَنازع ضعف و کمزوری اور بے وقاری کا سبب ہے.

سوال : کافروں کی روح نکالتے وقت فرشتے کیا کرتے ہیں ؟

جواب: فرشتے آگ میں سرخ کئے ہوئے لوہے کے گُرز کافروں کے چہرے اورپیٹھوں پر مار تے ہوئے کہتے ہیں کہ آگ کا عذاب چکھو اور گرزوں کی ضرب و مار سے جو زخم لگتا ہے اس میں آگ بھڑک اُٹھتی ہے.یہ مصیبتیں اور عذاب تمہارے اپنے کئے ہوئے کفر اور گناہوں کا بدلہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی پر جرم کے بغیر عذاب نہیں کرتااور کافر پر عذاب کرنا عدل ہے

سوال: ان جانوروں سے بدتر کافروں کی کونسی بری عادتیں بیان کی گئ ہیں ؟

جواب :اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے فیصلے میں جانوروں سے بھی بد تر وہ لوگ ہیں کہ(1) ایک تو اپنے کفر پر سختی سے قائم ہیں ،کسی صورت کفر چھوڑنے پر تیار نہیں اور(2) جب بھی ان سے عہد کیا جائے تو وہ عہد توڑ دیتے ہیں.

سوال : مہاجرین اور انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان کے لئے اللہ پاک نے کیا انعامات بیان فرمائے ہیں ؟

جواب :ان کے لئے گناہوں سے بخشش اور جنت میں عزت کی روزی ہے.

سوال: کافروں کو " شَرَّ الدَّوَآبِّ یعنی جانوروں سے بد تر کہنے کی کیا وجہ ہے ؟

جواب: کفار کو جانوروں سے بدتر فرمائے جانے کی مفسرین نے کئی وجوہات بیان فرمائی ہیں ، ان کا خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جانور اللہ تعالیٰ کی آیات سننے، سمجھنے اور دیکھنے کی قوت سے خالی ہیں ، اپنا نفع و نقصان پہچانتے ہیں اور اپنے مالک کی اطاعت کرتے ہیں جبکہ کفار اپنے اعضاء میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی آیات سننے، سمجھنے اور دیکھنے کی قوت رکھنے کے باوجود ان سے کام نہیں لیتے، کفر اختیار کر کے خود اپنا نقصان کرتے ہیں اور اپنے مالک و مولیٰ عَزَّوَجَلَّ کے نافرمان ہیں اس لئے سب جانوروں سے بدتر ہیں۔

{سورۃ التوبۃ}

سوال: اس سورت کہ کتنے اور کون کون سے نام ہیں بمعہ وجہ تسمیہ بھی بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کے دس سے زیادہ نام ہیں، ان میں سے یہ دو نام مشہور ہیں (1) توبہ : اس سورت میں کثرت سے توبہ کا ذکر کیا گیا ہے اس کے لئے اسے سورۃ توبہ " کہتے ہیں۔ (2) براءت : یہاں اس کا معنی بری الذمہ ہونا ہے، اس کی پہلی آیت میں کفار سے براءت کا اعلان کیا گیا ہے ، اس مناسبت سے اسے "سورۃ براءت" کہتے ہیں۔ اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہیں لکھی گئی، اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام اس سورت کے ساتھ بسم اللہ لے کر نازل ہی نہیں ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے لکھنے کا حکم نہیں فرمایا۔

سوال: اس سورت کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں مشرکین اور اہل کتاب کے خلاف جہاد کرنے کے احکام بیان کئے گئے ہیں اور غزوہ تبوک سے منافقوں کو روک کر مسلمانوں اور منافقوں میں فرق کر دیا گیا ہے .

سوال: سورۃ التوبہ کی فضیلت پر احادیث مبارکہ ذکر فرمائیں ؟

جواب: (1) حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہۃ الکریم سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "منافق سورہ ہود، سوں براءت ، سورہ یس ، سورۂ دخان اور سورہ نبا کو یاد نہیں کر سکتا۔

(2) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ جب سورۃ براءت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: " میں لوگوں کی خاطر داری کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

سوال : سورۃ توبہ کی ابتداء میں کن لوگوں سے کونسی وجوہات کی بناء پر قطع تعلق کا اعلان کیا گیا ہے ؟

جواب :سورۃ توبہ کی ابتداء میں **مشرکین** سے قطع تعلقی کا اعلان کیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو انہوں نے مسلمانوں سے معاہدہ کیا تھا۔ ان پر وہ قائم نہیں رہے ۔

سوال : اللہ پاک نے مشرکین کی منافقت کا حال کس طرح بیان فرمایا ہے ؟

جواب :مشرکین کیسے عہد پورا کریں گے اور کیسے قول پر قائم رہیں گے حالانکہ ان کا حال تو یہ ہے کہ اگر وہ تم پر غالب آجائیں تو تمہارے بارے میں نہ کسی رشتے داری کا لحاظ کریں گے اور نہ ہی کسی معاہدے کا۔ وہ تمہیں ایمان لانے اور وفائے عہد کے وعدے کرکے اپنے منہ سے راضی کردیتے ہیں اور ان کے دل ایمان اور وفائے عہد کا انکار کرتے ہیں اور ان میں اکثر نافرمان یعنی عہد شکن ،کفر میں سرکش، بے مُرُوَّت اور جھوٹ سے نہ شرمانے والے ہیں۔ انہوں نے قرآنِ پاک کی آیات اور ان پر ایمان لانے کے بدلے دنیا کا تھوڑا سا مال لے لیا ، بے شک یہ شرک، عہد شکنی اور لوگوں کو دینِ اسلام میں داخل ہونے سے روک کر بہت برے عمل کرتے ہیں۔

سوال : ایمان لاکر ہجرت کرنے اور جان و مال کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو کیا خوشخبریاں دی گئی ہیں؟

جواب :انہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور رضا نصیب ہوگی وہ جنت میں ہمیشہ کے لئے قیام کریں گے.

سوال : کافر سے دوستی کرنے والے کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے ؟

جواب :اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں یعنی کافروں ، بے دینوں اور گمراہوں کے ساتھ میل جول ،رسم و راہ، مَوَدَّت و محبت اُن کی ہاں میں ہاں ملانا اُن کی خوشامد میں رہنا سب ممنوع ہے.کافروں سے دوستی کرنے والے کے بارے میں فرمایا گیا کہ جو ان سے دوستی کرے گا تو وہ ظالم ہیں اگر چہ وہ تیرے رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو کیوں کہ وہ ایمان کے مقابلے میں کفر کو پسند کرتے ہیں تو لہذا ان سے تعلق ترک کرو ان سے قلبی محبت جائز نہیں اگر چہ ان سے کوئی رشتہ ہو.

سوال : مشرکین اور ان کے مسجد میں داخلے کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے ؟

جواب :اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے فرمایا ہے کہ مشرک بالکل ناپاک ہیں یعنی ان کو باطن کے اعتبار سے ناپاک قرار دیا ہے کہ وہ کفر و شرک کی نجاست سے آلودہ ہیں،کفار مسجدوں میں نہیں آسکتے ۔ خصوصاً کفار کو عزت و احترام اور استقبال کے ساتھ مسجد میں لانا شدید حرام ہے۔

سوال: غزوہ حنین کی منظر کشی کیجئے اور غزوہ حنین سے متعلق آیات میں بیان کی گئی کوئی تین باتیں ذکر کیجئے؟

جواب: حنین''مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام کا نام ہے۔ تاریخِ اسلام میں اس جنگ کا دوسرا نام ''غزوۂ ہوازن'' بھی ہے۔ اس لئے کہ اس لڑائی میں ''بنی ہوازن'' سے مقابلہ تھا۔

غزوۂ حنین کا واقعہ:

فتحِ مکہ کے بعد عام طور سے تمام عرب کے لوگ اسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے کیونکہ ان میں اکثروہ لوگ تھے جو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین رکھنے کے باوجود قریش کے ڈر سے مسلمان ہونے میں تَوَقُّف کررہے تھے اور فتحِ مکہ کا انتظار کررہے تھے۔ پھر چونکہ عرب کے دلوں میں کعبہ کا بے حد احترام تھا اور ان کا اعتقاد تھا کہ کعبہ پر کسی باطل پرست کا قبضہ نہیں ہوسکتا، اس لئے حضور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جب مکہ کو فتح کرلیا تو عرب کے بچے بچے کو اسلام کی حقانیت کا پورا پورا یقین ہوگیا اور وہ سب کے سب جوق در جوق بلکہ فوج در فوج اسلام میں داخل ہونے لگے۔ باقی ماندہ عرب کی بھی ہمت نہ رہی کہ اب اسلام کے مقابلہ میں ہتھیار اٹھا سکیں۔ لیکن مقامِ حُنَین میں ''ہوازن'' اور ''ثقیف'' نام کے دو قبیلے آباد تھے جو بہت ہی جنگجو اور فُنونِ جنگ سے واقف تھے۔ ان لوگوں پر فتحِ مکہ کا اُلٹا اثر پڑا اور ان لوگوں پر خواہ مخواہ کی جاہلیت کیغیرت سوار ہوگئی اور ان لوگوں نے یہ خیال قائم کرلیا کہ فتحِ مکہ کے بعد ہماری باری ہے اس لئے ان لوگوں نے یہ طے کرلیا کہ مسلمانوں پر جو اس وقت مکہ میں جمع ہیں ایک زبردست حملہ کردیا جائے۔ چنانچہ حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن ابی حدرد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کو تحقیقات کے لئے بھیجا۔ جب انہوں نے وہاں سے واپس آکر ان قبائل کی جنگی تیاریوں کا حال بیان کیا اور بتایا کہ قبیلہ ہوازن اور ثقیف نے اپنے تمام قبائل کو جمع کرلیا ہے اور قبیلہ ہوازن کا رئیسِ اعظم مالک بن عوف ان تمام آفواج کا سپہ سالار ہے اور وہ سو برس سے زائد عمر کا بوڑھا ہے۔ ''درید بن الصمہ'' جو عرب کا مشہور شاعر اور مانا ہوا بہادر تھا بطور مشیر کے میدانِ جنگ میں لایا گیا ہے اور یہ لوگ اپنی عورتوں بچوں بلکہ جانوروں تک کو میدانِ جنگ میں لائے ہیں تاکہ کوئی سپاہی میدان سے بھاگنے کا خیال بھی نہ کرسکے۔ حضورِاقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے بھی شوال 8 ھ میں بارہ ہزار کا لشکر جمع فرمایا۔ دس ہزار تو مہاجرین و انصار وغیرہ کا وہ لشکر تھا جو مدینہ سے آپ

کے ساتھ آیا تھا اور دو ہزار نومسلم تھے جو فتحِ مکہ میں مسلمان ہوئے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس لشکر کو ساتھ لے کر اس شان و شوکت کے ساتھ حنین کا رُخ کیا کہ اسلامی افواج کی کثرت اور اس کے جاہ و جلال کو دیکھ کر بے اختیار بعض صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُم کی زبان سے یہ لفظ نکل گیا کہ ''آج بھلا ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کوان حضرات کا اپنی فوجوں کی کثرت پر ناز کرنا پسند نہیں آیا۔ چنانچہ اس فخر و نازش کا یہ انجام ہوا کہ پہلے ہی حملہ میں قبیلہ ہوازن و ثقیف کے تیر اندازوں نے جو تیروں کی بارش کی اور ہزاروں کی تعداد میں تلواریں لے کر مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے تو وہ دو ہزار نو مسلم اور کفارِ مکہ جو لشکرِ اسلام میں شامل ہو کر مکہ سے آئے تھے ایک دم سرپر پیر رکھ کر بھاگ نکلے۔ ان لوگوں کی بھگدڑ دیکھ کر انصار و مہاجرین کے بھی پاؤں اکھڑ گئے۔ حضور تاجدارِ دوعالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جو نظر اٹھا کر دیکھا تو گنتی کے چند جاں نثاروں کے سوا سب فرار ہو چکے تھے۔ تیروں کی بارش ہو رہی تھی۔ بارہ ہزار کا لشکر فرار ہو چکا تھا مگر خداعَزَّوَجَلَّ کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے پائے اِستقامت میں بال برابر بھی لغزش نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اکیلے ایک لشکر بلکہ ایک عالَمِ کائنات کا مجموعہ بنے ہوئے نہ صرف پہاڑ کی طرح ڈٹے رہے بلکہ اپنے سفید خچر پر سوار برابر آگے ہی بڑھتے رہے اور آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ جاری تھے کہ اَنَا النَّبِیُّ لَاکَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ (میں نبی ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں)۔

حضرت عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ چونکہ بہت ہی بلند آواز تھے اس لئے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے انہیں حکم دیا کہ انصار و مہاجرین کو پکارو۔ انہوں نے جو '' یا مَعْشَرَ الْاَنْصار'' اور '' یا لَلْمُھَاجِرِیْنَ '' کا نعرہ مارا تو ایک دم تمام فوجیں پلٹ پڑیں اور لوگ اس قدر تیزی کے ساتھ دوڑ پڑے کہ جن لوگوں کے گھوڑے اِژْدِحام کی وجہ سے نہ مڑ سکے انہوں نے ہلکا ہونے کے لئے اپنی زرہیں پھینک دیں اور گھوڑوں سے کود کود کر دوڑے اور کفار کے لشکر پر جھپٹ پڑے اور اس طرح جانبازی کے ساتھ لڑنے لگے کہ دم زدن میں جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ کفار بھاگ نکلے، کچھ قتل ہو گئے اور جو رہ گئے گرفتار ہو گئے۔ قبیلہ ثقیف کی فوجیں بڑی بہادری کے ساتھ جم کر مسلمانوں سے لڑتی رہیں یہاں تک کہ ان کے ستر بہادر کٹ گئے، لیکن جب ان کا علمبردار عثمان بن عبداللہ قتل ہو گیا تو ان کے پاؤں بھی اُکھڑ گئے۔ اور فتحِ مُبین نے حضورِ رَحْمَۃٌ لِلْعالَمین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے قدموں کا بوسہ لیا اور کثیر تعداد و مقدار میں مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔

تین باتیں:

(1) لشکر اسلام کی کثرت نے انہیں خود پسندی میں مبتلا کردیا۔

(2) خود پسندی کی وجہ سے زمین اپنی وسعت کے باوجود ان پر تنگ کر دی گئی اور پر پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

(3) (3) پھر اللہ کریم نے اپنے رسول پر اور اہل ایمان پر تسکین نازل فرمائی اور ایسے لشکر اتارے جو دکھائی نہیں دیتے تھے اور کافروں کو عذاب دیا.

حصہ: 02

سوال : سورہ توبہ میں اللہ پاک کے لئے اولاد ماننے والوں کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے؟

جواب :یہودیوں کا حضرت عزیرعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اور عیسائیوں کا حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا کہنا یہ ان کی اپنے منہ سے کہی ہوئی بات ہے، اس پر ان کے پاس نہ کوئی دلیل ہے نہ بُرہان اور پھر اپنی جہالت کی وجہ سے اس صریح باطل چیز کے معتقد بھی ہیں،جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں اس طرح کا عقیدہ رکھے تووہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا منکر ہے.

سوال : اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ و الہ وسلم کی تشریف آوری کا مقصد کیا بیان فرمایا؟

جواب :قرآن کریم میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا۔ ہم نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا اور تشریف آوری کا مقصد یہی ہے کہ وہ اسے تمام دینوں پر غالب کر دے اگرچہ مشرک ناپسند کریں.

سوال : اللہ پاک نے لوگوں کا مال ناحق کھانے اور زکو نہ دینے والوں کے لئے کونسے درد ناک عذاب کی خبر سنائی ہے ؟

جواب :وہ مال جس کی زکوٰۃ نہ دی تھی قیامت کے دن اسے جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا یہاں تک کہ شدت ِحرارت سے سفید ہوجائے گا پھر اس کے ساتھ زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا یہ وہ مال ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کر رکھا تھا تو دنیا میں اپنا مال جمع کر کے رکھنے اور حق داروں کو ان کا حق ادا نہ کرنے کے عذاب کا مزہ چکھو،جو لوگ لوگوں کا ناحق مال کھاتے ہیں انہیں جہنم کا درد ناک عذاب دیا جائے گا ۔

سوال :آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کے ساز و سامان کے بارے میں کیا فرمایا گیا؟

جواب :فرمایا گیا کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کی راہ میں نکلو تو تم زمین کے ساتھ لگ جاتے ہو کیا تم آخرت کی زندگی کے بجائے دنیا کی زندگی پر راضی ہو گئے ہو؟ تو سن لو آخرت کے مقابلے میں زندگی کا ساز و سامان بہت تھوڑا ہے .

سوال: قرآن پاک میں مہینوں کی تعداد کتنی بتائی گی ہے اور حرمت والے مہینے کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب : قرآن مجید میں مہینوں کی تعداد 13 بتائی گئی ہے ، اورحرمت والے مہینے چاہیں حرمت والے مہینوں میں سے تین متصل ہیں ، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور ایک جدا ہے رجب۔

سوال: غزوہ تبوک کی منظر کشی کیجئے اور اس غزوہ کے لئے مسلمانوں کی تیاری کا حال بیان کیجئے

جواب: غزوۂ تبوک کا واقعہ:

تبوک، ملکِ شام کے اَطراف میں مدینہ طیبہ سے کافی فاصلے پر ایک مقام ہے، اس دور میں تبوک کی طرف جانے والا جو راستہ تعمیر کیا گیا ہے، جدید حساب کی رُو سے اس کا فاصلہ نو سو کلومیٹر کے قریب ہے۔ رجب 9 ہجری میں طائف سے واپسی کے بعد جب سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو خبر پہنچی کہ عرب کے عیسائیوں کی سازش اور بَرَانگیختہ کرنے سے ہرقل شاہِ روم نے رومیوں اور شامیوں کا ایک بھاری لشکر جمع کر لیا ہے اور وہ مسلمانوں پر حملے کا ارادہ رکھتا ہے تو حضور پُرنور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے مسلمانوں کو ان کے خلاف جہاد کا حکم دیا۔ یہ زمانہ نہایت تنگی ،قحط سالی اور گرمی کی شدت کا تھا یہاں تک کہ دو دو آدمی ایک ایک کھجور پر گزارہ کرتے تھے۔ سفر دور کا تھا جبکہ دشمن تعداد میں زیادہ اور مضبوط تھے ان وجوہات کی بنا پر لوگوں کو گھر سے نکلنا مشکل محسوس ہو رہا تھا۔ مدینہ منورہ کے بہت سے منافقین جن کے نفاق کا راز فاش ہو چکا تھا وہ خود بھی فوج میں شامل ہونے سے جی چراتے تھے اور دوسروں کو بھی منع کرتے تھے لیکن اس کے باوجود تیس ہزار کا لشکر جمع ہوگیا۔ اب ان تمام مجاہدین کے لیے سواریوں اور سامانِ جنگ کا انتظام کرنا ایک بڑا ہی کٹھن مرحلہ تھاکیونکہ لوگ قحط کی وجہ سے انتہائی مَفلوک الحال اور پریشان تھے اس لیے حضورِاقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے عرب کے تمام قبائل سے فوجیں اور مالی امداد طلب فرمائی۔صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم نے اس غزوے میں دل کھول کر مال خرچ کیا .حضورِاکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تیس ہزار کا لشکر ساتھ لے کر تبوک کے لئے روانہ ہوئے اور مدینہ کا نَظم و نَسق چلانے کے لئے حضرت علی کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو اپنا خلیفہ بنایا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں غزوۂ تبوک کے موقع پررسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم کو مدینہ منورہ میں چھوڑ دیا تو آپ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم نے عرض کی ’’یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جا رہے ہیں ؟ ارشاد فرمایا ’’کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے لئے حضرت ہارون عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تھے! البتہ میرے بعد کوئی نبی

نہیں ہو گا،جب نبی کریم صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تبوک کے قریب میں پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ اِنْ شَآءَ اللہ تعالٰی کل تم لوگ تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے اور سورج بلند ہونے کے بعد پہنچو گے لیکن کوئی شخص وہاں پہنچے تو پانی کو ہاتھ نہ لگائے ، رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ جب وہاں پہنچے تو جوتے کے تسمے کے برابر اس میں پانی کی ایک دھار بہہ رہی تھی۔ آپ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس میں سے تھوڑا سا پانی منگا کر ہاتھ منہ دھویا اور اس پانی میں کلی فرمائی۔ پھر حکم دیا کہ اس پانی کو چشمہ میں انڈیل دو۔ لوگوں نے جب اس پانی کو چشمہ میں ڈالا تو چشمہ سے زوردار پانی کی موٹی دھار بہنے لگی اور تیس ہزار کا لشکر اور تمام جانور اس چشمہ کے پانی سے سیراب ہو گئے۔ سرکارِ دوجہاں صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کافی عرصہ یہاں قیام فرمایا، ہرقل اپنے دل میں آپ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو سچا نبی جانتا تھا اس لئے اسے خوف ہوا اور اس نے آپ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے مقابلہ نہ کیا۔نبی کریم صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اَطراف میں لشکر بھیجے، چنانچہ حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنْہُ کو چار سو سے زائد سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل کے حاکم اکیدر سے مقابلے کیلئے بھیجا اور فرمایا کہ تم اس کو نیل گائے کے شکار میں پکڑلو !چنانچہ ایسا ہی ہوا جب وہ نیل گائے کے شکار کے لئے اپنے قلعے سے اترا تو حضرت خالد بن ولید رَضِیَ اللہ تَعالٰی عَنْہُ نے اسے گرفتار کرلیا اور اسے رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ اقدس میں لے آئے ، حضور اکرم صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے جزیہ مقرر فرما کر اس کو چھوڑ دیا، اسی طرح حاکِمِ ایلہ پر اسلام پیش کیا اور جزیہ پر صلح فرمائی.

حصہ : 03

سوال : اللہ پاک کے رسول کو اذیت دینے والے اور اللہ پاک و رسول کی مخالفت کرنے والے کا کیا حکم ہے ؟

جواب :جواللہ تعالٰی کے حبیب رسول صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ایذا دیتے ہیں ان کے لیے آخرت میں دردناک عذاب ہے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو ایذا دینا کفر ہے کیونکہ دردناک عذاب کی وعید عموماً کفار کو ہی ہوتی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرے تو اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا.

سوال : سورہ توبہ میں منافقین کی کیا صفات بیان کی گئی ہیں؟

جواب : کفر و مَعْصِیَت (گناہ) اور رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تکذیب (جھٹلانے) کا حکم دیتے ہیں اور ایمان و اطاعت ا ور تصدیقِ رسول سے منع کرتے ہیں اور راہِ خدا میں خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ بند رکھتے ہیں .

سوال : سورۂ توبہ میں کامل ایمان والوں کے کیا اوصاف بیان کیے گئے ہیں ؟

جواب : مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ، آپس میں دینی محبت والفت رکھتے اور ایک دوسرے کے معین و مددگار ہیں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ایمان لانے اور شریعت کی اتباع کرنے کا حکم دیتے ہیں اور شرک و معصیت سے منع کرتے ہیں۔ فرض نمازیں ان کے حدود و آرکان پورے کرتے ہوئے ادا کرتے ہیں۔ اپنے اوپر واجب ہونے والی زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا حکم مانتے ہیں.

سوال : سورہ توبہ میں اللہ پاک نے ایمان والوں سے کیا وعدہ فرمایا ہے ؟

جواب :ایمان والوں سے اللہ پاک نے جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور عدن کے باغات میں پاکیزہ رہائشوں کا وعدہ فرمایا ہے.

سوال : کافروں اور منافقوں سے اللہ پاک نے کس چیز کا وعدہ فرمایا ہے؟

جواب :وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ رہیں گے اور عذاب وسزا کے طور پر جہنم انہیں کافی ہے ،اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی رحمت سے دور کر دیا اور ان کے لئے ہمیشہ رہنے والا عذاب ہے۔

سوال: سورہ توبہ کی آیت 75 اور 76 میں ثعلبہ " نامی شخص کی طرف اشارہ ہے وہ پورا واقعہ اور حاصل ہونے والی نصیحت تحریر کیجئے۔

جواب: ایک شخص ثعلبہ نے رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے درخواست کی کہ اس کے لئے مالدار ہونے کی دعا فرمائیں۔ حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا :اے ثعلبہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کرے اس بہت سے بہتر ہے جس کا شکر ادا نہ کرسکے۔ دوبارہ پھر ثعلبہ نے حاضر ہو کر یہی درخواست کی اور کہا اسی کی قسم جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا کہ اگر وہ مجھے مال دے گا تو میں ہر حق والے کا حق ادا کروں گا ۔حضورِاقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے دعا فرمائی،چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی بکریوں میں برکت فرمائی اور اتنی بڑھیں کہ مدینہ میں ان کی گنجائش نہ ہوئی تو ثعلبہ ان کو لے کر جنگل میں چلا گیا اور جمعہ و جماعت کی حاضری سے بھی محروم ہوگیا۔ حضور پُرنور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے اس کا حال دریافت فرمایا تو صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے عرض کیا کہ اس کا مال بہت کثیر ہوگیا ہے اور اب جنگل میں بھی اس کے مال کی گنجائش نہ رہی۔ نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ثعلبہ پر افسوس پھر جب حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے زکوٰۃ کے وصول کرنے والے بھیجے تو لوگوں نے انہیں اپنے اپنے صدقات دیئے، جب

ثعلبہ سے جا کر انھوں نے صدقہ مانگا اس نے کہا یہ توٹیکس ہوگیا، جاؤ میں پہلے سوچ لوں۔ جب یہ لوگ رسولِ کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں واپس آئے تو آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے کچھ عرض کرنے سے قبل دو مرتبہ فرمایا ، ثعلبہ پر افسوس۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی پھر ثعلبہ صدقہ لے کر حاضر ہوا تو سرورِ عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے قبول فرمانے کی ممانعت فرما دی، وہ اپنے سر پر خاک ڈال کر واپس ہوا۔ پھر اس صدقہ کو خلافت صدیقی میں حضرت ابوبکر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لایا انہوں نے بھی اسے قبول نہ فرمایا۔ پھر خلافت فاروقی میں حضرت عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کے پاس لایا انہوں نے بھی قبول نہ فرمایا اور خلافتِ عثمانی میں یہ شخص ہلاک ہوگیا۔

حصہ : 04

سوال:دیہاتی ایمان والوں کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے ؟

جواب :دیہات میں رہنے والے بعض حضرات ایسے ہیں کہ وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں نزدیکیوں اور رسولِ اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعاؤں کا ذریعہ سمجھتے ہیں کہ جب رسول کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں صدقہ پیش کریں گے تو حضورپُرنور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ان کیلئے خیرو برکت و مغفرت کی دعا فرمائیں گے.

سوال : مہاجرین وانصار میں سے سابقین اولین کو کیا عظیم الشان بشارت عطا کی گئی ہے ؟

جواب :ان سب سے اللہ عَزَّوَجَلَّ راضی ہوا کہ اسے ان کے نیک عمل قبول ہیں اور یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے راضی ہیں کہ اس کے ثواب و عطاسے خوش ہیں۔ اور اس نے ان کیلئے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور یہ حضرات ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے اور یہی بڑی کامیابی ہے.

سوال : مسجد ضرار بنانے کا کیا مقصد تھا؟

جواب :مسجدِ قبا کو نقصان پہنچانے اور اس کی جماعت میں تفریق ڈالنے کیلئے مسجد ضرار کو تعمیر کیا گیا .

سوال : اسلام نے کن لوگوں کو جہاد میں شریک نہ ہونے کی اجازت دی ہے؟

جواب(1) کمزور ضعیف بچے اور عورتیں، (2)بیمار لنگڑے ، اندھے، گھونگے اور (3)جو راہ خدا میں خرچ نا کر سکیں.

{سورۃ یونس}

سوال: سورۃ یونس کا نام رکھنے کی وجہ تسمیہ بیان کریں؟

جواب: اس سورت کی آیت نمبر 98 میں اللہ پاک کے نبی حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ جب انہیں حضرت کے یونس علیہ السلام نے عذاب کی وعید سنائی اور خود وہاں سے تشریف لے گئے تو ان کے جانے کے بعد عذاب کے آثار دیکھ کر وہ لوگ ایمان لے آئے اور سچے دل سے توبہ کی تو ان سے عذاب اٹھالیا گیا۔ اس وجہ سے اس سورت کا نام " سورہ یونس " رکھا گیا۔

سوال: اس سورت کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ پاک کی وحدانیت ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزا و سزا کو مختلف دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور قرآن مجید پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔

سوال: سورۃ یونس کی فضیلت پر کوئی ایک احادیث مبارکہ بیان کریں؟

جواب: حدیث پاک کا مفہوم: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے قرآن سکھا دیجئے۔ارشاد فرمایا الر سے شروع ہونے والے یہ تین سورتیں پڑھ لو اس نے عرض کی میری عمر بہت ہو چکی ہے میرا دل سخت ہو گیا ہے اور زبان موٹی ہو گئی ہے ارشاد فرمایا تو حم (سے شروع ہونے) والی تین سورتیں پڑھ لو اس نے پھر وہ ہی عرض کی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسبحات (تسبیح سے شروع ہونے والی سورتیں) میں سے تین سورتیں پڑھ لو اس نے پھر وہی عذر پیش کیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مجھے کوئی جامع سورت سکھا دیجئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اسے " إذا زلزلت الارض زلزالها " والی سورت سکھا دی۔ اس سے فارغ ہونے کے بعد اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے حق کے ساتھ آپ کو مبعوث فرمایا، میں کبھی اس پر اضافہ نہیں کروں گا۔ اس کے چلے جانے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا: یہ چھوٹا سا آدمی نجات پا گیا۔

سوال : سب سے بڑے ظالم کون لوگ ہیں ؟

جواب :جو لوگ اللہ عَزَّوَجَلَّ پر جھوٹ باندھتے ہیں اور اس کی آیتوں کو جھٹلاتے ہیں وہ سب سے بڑے ظالم ہیں.

سوال : جنتیوں کی دعا کا پہلا اور آخری حصہ کیا ہو گا؟

جواب :جنتیوں کی دعا کا پہلا حصہ یہ ہوگا :اے اللہ ! تو پاک ہے اور جنت میں ان کی ملاقات کا پہلا بول ''سلام'' ہوگا اور ان کی دعا کا خاتمہ یہ ہے کہ تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔

سوال : کیا فرشتے کافروں کے مکر و فریب لکھتے ہیں ؟

جواب : جی ہاں قرآن پاک میں ہے : (إِنَّ رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ) بیشک ہمارے فرشتے تمہارے مکر و فریب کو لکھ رہے ہیں

سوال : سورۃ یونس کی روشنی میں قیامت میں کافروں کا حال بیان کیجئے

جواب : اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب کواٹھائے گا اور تمام مخلوق کو حساب کی جگہ میں اکٹھا فرمائے گا، پھر مشرکوں سے فرمائے گا کہ تم اور تمہارے شریک یعنی وہ بت جن کو تم پوجتے تھے اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ یوں اللہ تعالیٰ مشرکوں کو مسلمانوں سے جدا کر دے گا اور جب مشرکوں سے سوال جواب ہوگا تو اس وقت ایک ساعت ایسی شدت کی آئے گی کہ بت اپنے پجاریوں کی پوجا کا انکار کردیں گے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم کھاکر کہیں گے کہ ہم نہ سنتے تھے، نہ دیکھتے تھے، نہ جانتے تھے، نہ سمجھتے تھے کہ تم ہمیں پوجتے ہو۔ اس پر بت پرست کہیں گے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! ہم تمہیں کو پوجتے تھے، تو بت کہیں گے: اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ تم ہمیں پوجتے تھے یا نہیں ہم بہرحال تمہاری عبادت سے بے خبر تھے۔

سوال : سورہ یونس میں اللہ پاک نے قرآن کی عظمت و شان کس طرح بیان فرمائی ہے؟

جواب:یہ قرآن اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے وحی ہے جسے اس نے اپنے رسول صَلَّى اللہ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر نازل کیا ہے، یہ جھوٹ اور اِفتراء سے مُنزّہ ہے، اس کی مثال بنانے سے ساری مخلوق عاجز ہے ۔ ہاں قرآن تَورات اور انجیل وغیرہ کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جنہیں قرآن سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاءِ کرام عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامَ پر نازل فرمایا اور قرآن میں لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے حلال و حرام اور فرائض و اَحکام کی تفصیل ہے اوریہ بات قطعی و یقینی ہے کہ قرآن اللہ ربُّ العلمین عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ہے، اسے کسی نے اپنی طرف سے نہیں بنایا اور کوئی فردِ بشر اس جیسا کلام پیش ہی نہیں کرسکتا۔

سوال: سورہ یونس میں بیان کی گئی اللہ پاک کی کوئی پانچ صفات بیان کیجیۓ۔

جواب: اس جہاں کو پیدا کرنے والا ایک ہے ، وہ ہر چیز پر قادر اور اس کے احکام نافذ ہیں ، اس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور وہی اس کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے ،نیز وہی ثواب اور عذاب دینے والا ہے.

حصہ : دوم

سوال : ہدایت سے محروم اور نقصان میں کون لوگ ہیں ؟

جواب: جن لوگوں نے اللہ کی ملاقات کو جھٹلایا وہ ہی ہدایت سے محروم اور نقصان میں ہیں .

سوال : عذاب کے حق ہونے کے بارے میں سوال کرنے والوں کو سورہ یونس میں کیا جواب دیا گیا ہے ؟

جواب :اے حبیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، وہ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کیا قیامت اور وہ عذاب جس کے نازل ہونے کی آپ نے ہمیں خبر دی ہے واقعی حق ہے؟ آپ ان سے فرمادیں، ہاں ! میرے رب عَزَّوَجَلَّ کی قسم! بیشک میں نے جس کی خبر دی ہے وہ ضرور حق ہے اوراس میں کوئی شک نہیں اورتم اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب سے بھاگ کر اسے عاجز نہیں کرسکتے بلکہ وہ عذاب تمہیں ضرور پہنچے گا۔

سوال : مال و دولت یا منصب قیامت میں عذاب سے چھٹکارہ دلا سکے گا؟

جواب : جی نہیں اگر کافر و مشرک تمام زمین کا مال و دولت معاوضے کے طور پر لے آئے تو بھی وہ اپنے آپ کو عذاب الہی سے نہ بچا سکے گے.

سوال : کفار کے جھٹلانے پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کیا تسلی دی گئی ؟

جواب :کفار کہ جھٹلانے پر سرورِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دی گئی ہے کہ کفار نابکار جو آپ کی تکذیب کرتے ہیں اور آپ کے خلاف برے مشورے کرتے ہیں آپ اس کا کچھ غم نہ فرمائیں۔ بیشک تمام عزتوں کا مالک اللہ عَزَّوَجَلَّ ہے وہ جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ، اے سیّدِ انبیاء! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کا ناصر و مددگار ہے، اس نے آپ کو اور آپ کے صدقے میں آپ کے فرمانبرداروں کو عزت دی

سوال : اللہ پاک کی طرف اولاد کی نسبت کرنے والوں کو کیا جواب دیا گیا ہے ؟

جواب : **پہلارد** تو کلمہ ''سُبْحٰنَہٗ '' میں ہے جس میں بتایا گیا کہ اس کی ذات اولاد سے منزہ و پاک ہے کہ وہ واحدِ حقیقی ہے۔

دوسرارد '' ہُوَ الْغَنِیُّ '' فرمانے میں ہے کہ وہ تمام مخلوق سے بے نیاز ہے تو اولاد اس کے لئے کیسے ہوسکتی ہے؟ اولاد تو یا کمزور چاہتا ہے جو اس سے قوت حاصل کرے یا فقیر چاہتا ہے جو اس سے مدد لے یا کم عزت چاہتا ہے جو اس کے ذریعے سے عزت حاصل کرے ، الغرض جو چاہتا ہے وہ حاجت رکھتا ہے تو جو غنی ہو، بے نیاز ہو، کسی کا محتاج نہ ہو اس کے لئے اولاد کس طرح ہوسکتی ہے۔

تیسرارد ''لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ '' میں ہے کہ تمام مخلوق اس کی مملوک ہے اور مملوک ہونا بیٹا ہونے کے ساتھ نہیں جمع ہوتا لہٰذا ان میں سے کوئی اس کی اولاد نہیں ہوسکتا۔

سوال: نیک لوگوں کو کون کون سی فضیلتیں حاصل ہیں ؟ ان کے فضائل پر مشتمل چند احادیث مبارکہ جمع کیجئے۔

جواب: (1)حضرت ہرم بن حیان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: جب بندہ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کے دلوں کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے یہاں تک کہ اسے لوگوں کی محبت و شفقت عطا کر دیتا ہے۔

(2)حضرت معاذ بن جبل رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ میرے جلال کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں ان کے لیے نور کے منبر ہوں گے، انبیاءِ کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور شُہدا اُن پر رشک کریں گے.

(3)حضور اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو حضرت جبریل علیہ السَّلام کو ندا کی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل علیہ السَّلام اس سے محبت کرتے ہیں۔ پھر حضرت جبریل علیہ السَّلام آسمان والوں میں ندا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندے سے محبت فرماتا ہے لہٰذا تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر زمین والوں میں اس کی مقبولیت رکھ دی جاتی ہے

حصہ: 03

سوال : قرآن کریم میں اتنی کثرت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا واقعہ کیوں ذکر کیا گیا ہے ؟

جواب :پیارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنی امت کو دلائل پر اعتراض کرنے سے ڈرائیں تاکہ لوگ اس سے عبرت حاصل کریں اور فرعون کی طرح دنیاوی زندگی کی نعمتوں اور آسائشوں کی خاطر اپنی اخروی زندگی کو نہ بلا بیٹھیں.

سوال : حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کی توبہ قبول ہونے اور فرعون کی توبہ قبول نہ ہونے کی وجہ تحریر کریں؟

جواب :فرعون نے عذاب کا مشاہدہ کرنے کے بعد توبہ کی تھی جبکہ یونس علیہ السلام کی قوم پر جب وہ نشانیاں ظاہر ہوئیں جو عذاب کے قریب ہونے پر دلالت کرتی تھی تو انہوں نے عذاب کا مشاہدہ کرنے سے پہلے ہی اسی وقت توبہ کر لی تھی اس کا مطلب یہ نکلا کہ نزول عذاب کے بعد توبہ قبول نہیں البتہ نزول عذاب سے پہلے صرف علامات عذاب کے ظہور کے بعد توبہ قبول ہو سکتی ہے۔

سوال : کیا بندہ ایمان قبول کرنے یا نہ کرنے میں مجبور ہے ؟

جواب : کسی کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا ایمان تصدیق اور اِقرار کا نام ہے اور کسی پر جبَر اور زبر دستی کرنے سے تصدیقِ قلبی حاصل نہیں ہوتی لہذا جبرا زبردستی کسی کو مسلمان نہیں کر سکتے .

سوال : سورہ یونس کی آیت 75تا 109 میں کتنے قصے بیان ہوئے ہیں؟

جواب (1) حضرت موسیٰ علیہ السلام فرعون ، اور جادوگرں کا قصہ (2) بنی اسرائیل کہ نجات پانے اور فرعون کہ غرق ہونے کا قصہ(3) حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ہٹائے جانے کا قصہ.

سوال: میں تو بہ تو کرلوں مگر !!!" کے عنوان سے تو بہ میں حائل رکاوٹیں اور ان کا حل تحریر کیجیے؟

جواب: (1)گناہوں کے انجام سے غافل رہنا:اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اپنا یوں ذہن بنائے کہ محض ایک ڈاکٹر کی بات پر اعتبار کرکے آئندہ نقصان سے بچنے کے لئے کئی اشیاء کو ان کی تمام تر لذت کے باوجود چھوڑ دیتا ہوں تو کیا یہ نادانی نہیں ہے کہ میں نے ایک بندے کے ڈرانے پر اپنی لذتوں کو چھوڑ دیا لیکن تمام کائنات کے خالق عَزَّوَجَلَّ کے وعدۂ عذاب کو سچا جانتے ہوئے اپنے نفس کی ناجائز خواہشات کو ترک نہیں کرتا ۔

(2) دل پر گناہوں کی لذت کا غلبہ ہونا: اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اس طرح سوچ وبچار کرے کہ جب میں زندگی کے مختصر ایام میں ان لذتوں کو نہیں چھوڑ سکتا تو مرنے کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لذتوں (یعنی جنت کی نعمتوں) سے محرومی کیسے گوارہ کروں گا؟جب میں صبر کی آزمائش برداشت نہیں کرسکتا تو نارِ جہنم کی تکلیف کس طرح برداشت کروں گا ؟

(3) **طویل عرصہ زندہ رہنے کی امید ہونا:** اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اس طرح غور کرے کہ جب موت کا آنا یقینی ہے اور مجھے اپنی موت کے آنے کا وقت بھی معلوم نہیں تو توبہ جیسی سعادت کو کل پر موقوف کرنا نادانی نہیں تو اور کیا ہے ؟جس گناہ کو چھوڑنے پر آج میرا نفس تیار نہیں ہورہا کل اس کی عادت پختہ ہوجانے پر میں اس سے اپنادامن کس طرح بچاؤں گا؟اوراس بات کی بھی کیا ضمانت ہے کہ میں بڑھاپے میں پہنچ پاؤں گا یا نوکری سے ریٹائر ہونے تک میں زندہ رہوں گا ؟

(4) رحمت الٰہی کے بارے میں دھوکے کا شکار ہونا: اللہ عَزَّ وَجَلَّ بڑا غفوررحیم ہے، ہمیں اللہکی رحمت پر بھروسہ ہے وہ ہمیں عذاب نہیں دے گا۔اس کا حل یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے کہ اللہ تَعَالٰی کے رحیم وکریم ہونے میں کسی مسلمان کو شک وشبہ نہیں ہوسکتا لیکن جس طرح یہ دونوں اس کی صفات ہیں اسی طرح قہار اور جبار ہونا بھی ربّ عَزَّوَجَلَّکی صفات ہیں اور یہ بات بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ کچھ نہ کچھ مسلمان جہنم میں بھی جائیں گے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ وہ مسلمان تو غضب ِ الٰہی کا شکار ہوں اور جہنم میں جائیں لیکن مجھ پر رحمت الٰہی کی چھماچھم برسات ہو اور مجھے داخل جنت کیا جائے؟

(5) **بعد توبہ استقامت نہ ملنے کا خوف ہونا:** اس کا حل یہ ہے کہ یہ سراسر شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ آپ کو کیا معلوم کہ توبہ کرنے کے بعد آپ زندہ رہیں گے یا نہیں ؟ ہوسکتا ہے کہ توبہ کرتے ہی موت آجائے اور گناہ کرنے کا موقع ہی نہ ملے۔ وقت توبہ آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ ہونا ضروری ہے ، گناہوں سے بچنے پر استقامت دینے والی ذات تو ربّ العالمین کی ہے ۔اگر ارتکاب ِگناہ سے محفوظ رہنا نہ بھی نصیب ہوا تو بھی کم از کم گذشتہ گناہوں سے تو جان چھوٹ جائے گی اور سابقہ گناہوں کا معاف ہوجانا معمولی بات نہیں ۔اگر بعد توبہ گناہ ہو بھی جائے تو دوبارہ پُرخلوص توبہ کرلینی چاہیے کہ ہوسکتا ہے یہی آخری توبہ ہو اور اسی پر دنیا سے جانا نصیب ہو۔

(6) کثرتِ گناہ کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہوجانا: اس کا حل یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے، رحمت خداوندی کس طرح اپنے امیدوارکو آغوش میں لیتی ہے ،اس کا اندازہ اس روایت سے لگایا جاسکتا ہے کہ مکی مدنی سرکار، جناب احمد مختار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمنے ارشاد فرمایا: ''حق تعالٰی اپنے بندوں پر اس سے کہیں زیادہ مہربان ہے، جتنا کہ ایک ماں اپنے بچے پر شفقت کرتی ہے۔''

(7) توبہ کرنے میں شرم وجھجک محسوس کرنا: توبہ کرنے کے بعد جب میرا اندازِ زندگی تبدیل ہوگا مثلاً پہلے میں نمازیں قضا کردیا کرتا تھا مگر بعدِ توبہ پانچ وقت مسجد کا رُخ کرتے دکھائی دوں گا ، پہلے میں شیوڈ تھا بعدِ توبہ میرے چہرے پر سنت مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمیعنی داڑھی شریف سجی ہوئی نظر آئے گی تو لوگ مجھے عجیب نگاہوں سے دیکھیں گے اور مجھے شرم محسوس ہوگی۔ یاد رکھیے! یہ بھی شیطانی وسوسہ ہے، ذرا سوچیۓ تو سہی کہ آج ان لوگوں کی پرواہ کرتے ہوئے اگر آپ نیکی کے راستے پر چلنے سے کتراتے رہے اور سنتوں سے منہ موڑتے رہے لیکن کل جب قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے اپنا نامۂ اعمال پڑھ کر سنانا پڑے گااور اگر اس میں گناہ ہی گناہ ہوئے تو کس قدر شرم آئے گی ۔ لہٰذا آخرت میں شرمندہ ہونے سے بچنے کے لئے دنیاکی عارضی شرم و جھجک کو بالائے طاق رکھتے ہوئے فوراً توبہ کی سعادت حاصل کرلینی چاہیے ۔(نجات دلانے والے اعمال کی معلومات، صفحہ ۱۰۹تا۱۱۲)

{سورۃ ھود}

سوال: سورۃ ھود کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کی آیت نمبر 50 تا60 میں اللہ پاک کے نبی حضرت ہود علیہ السلام اور ان کی قوم عاد کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ، اس واقعے کی مناسبت سے اس سورت کا نام " سورہ ہود" رکھا گیا ہے۔

سوال: اس سورت کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کے مرکزی مضمون میں توحید، رسالت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور قیامت کے دن اعمال کی جزاء ملنے کو دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے

سوال: سورۃ ھود کہ فضائل پر کوئی احادیث مبارکہ بیان کریں ؟

جواب: حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جمعہ کے دن سورہ ہود پڑھا کرو۔

سوال : سورہ ہود میں انسان کی مایوسی اور ناشکری کو کن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے؟

جواب :اگر ہم انسان کو اپنی کسی رحمت کا مزہ چکھائیں اور صحت، امن، وسعتِ رزق اور دولت عطا کریں پھر یہ سب اس سے چھین لیں اور اسے مَصائب میں مبتلا کردیں تو بیشک وہ دوبارہ اس نعمت کے پانے سے مایوس ہوجاتا ہے اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے اپنی اُمید ختم کرلیتا ہے اور صبر و رضا پر ثابت قدم نہیں رہتا اور گزشتہ نعمت کی ناشکری کرتا ہے۔

سوال : عذاب میں تاخیر پر مذاق اڑانے والے کفار کو کیا تنبیہ کی گئی ہے ؟

جواب : نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے کفار کو جس عذاب کا وعدہ دیا تھا وہ جب ان سے مُؤخَّر ہوا تو کفار تکذیب اور اِستہزاء کے طور پر کہنے لگے کہ کس وجہ سے ہم سے عذاب روک دیاگیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انہیں جواب دیا کہ جب وہ وقت آجائے گا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے عذاب کے لئے متعین فرمایا ہے تو ہم وہ عذاب ان پر نازل کر دیں گے جس کا یہ مذاق اڑا رہے ہیں اور وہ عذاب ان سے پھیرا نہ جائے گا بلکہ ان سب کوگھیر لے گا.

سوال : سورہ ہود میں کن لوگوں کے بارے میں کہا گیا کہ ان کے لیے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں؟

جواب :امام ضحاک رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ یہ **مشرکین** کے بارے میں ہے کہ وہ اگر صلہ رحمی کریں یا محتاجوں کو دیں یا کسی پریشان حال کی مددکریں یا اس طرح کی کوئی اور نیکی کریں تو اللہ تعالیٰ وسعتِ رزق وغیرہ سے اُن کے عمل کی جزا دنیا ہی میں دے دیتا ہے اور آخرت میں اُن کے لئے کوئی حصہ نہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ **منافقین** کے بارے میں نازل ہوئی ، منافقین رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ جہادوں میں مالِ غنیمت حاصل کرنے کے لئے شامل ہوتے تھے کیونکہ وہ آخرت کے ثواب کا یقین نہ رکھتے تھے۔

سوال : سبق میں شامل آیات میں مومن اور کافر کے فرق کو کس مثال کے ذریعے واضح کیا گیا ہے؟

جواب :دونوں فریقوں یعنی کافر اور مومن کا حال ایسا ہے جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو اور دوسرا دیکھنے والا اور سننے والا۔ کافر اس کی مثل ہے جو نہ دیکھے نہ سنے اور یہ ناقص ہے، جبکہ مومن اس کی مثل ہے جو دیکھتا بھی ہے اور سنتا بھی ہے اوروہ کامل ہے اور حق و باطل میں امتیاز رکھتا ہے، اس لئے ہر گز ان دونوں کی حالت برابر نہیں.

سوال: قرآن مجید کا انکار کرنے والوں کو اللہ پاک نے کیا چیلنج دیا ہے؟

جواب: کیا کفارِمکہ قرآنِ کریم کے بارے میں یہ کہتے ہیں کہ محمد مصطفٰی صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ قرآن خود ہی بنالیا ہے۔ اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان سے فرما دیں کہ ’’اگر یہ بات ہے تو تم بھی ایسی بنائی ہوئی دس سورتیں لے آؤ کیونکہ انسان اگر ایسا کلام بناسکتا ہے تو اس کے مثل بنانا تمہاری طاقت سے باہر نہ ہوگا، تم بھی عربی ہو، فصیح و بلیغ ہو، کوشش کرو ۔ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ یہ کلام انسان کا بنایا ہوا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا جو مل سکیں سب کو اپنی مدد کے لئے بلالو.

حصہ: دوم

سوال : اونٹنی کی کو نچھیں تو چند لوگوں نے کاٹی تھیں لیکن عذاب پوری قوم محمود پر کیوں آیا؟

جواب :سوائے چند مسلمانوں کے پوری قوم ثمود اس نافرمانی والے فعل میں ملوث تھے اور نیک لوگ وہاں سے حضرت صالح علیہ السلام کے ہمراہ چلے گئے تھے اور ان کے جانے سے برکت اٹھ گئی تھی جس کے نتیجے میں پوری قوم ثمود پر عذاب آیا.

سوال : حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی سے کون سے آداب سیکھنے کو ملتے ہیں؟

جواب : اپنی استطاعت کے مطابق اچھا کھانا پیش کرنا، مہمان کی مہمان نوازی میں جلدی اور اچھی خاطرداری کرنا، مہمان کے آنے پر خوشی کا اظہار کرنا، ملاقات کے وقت سلام کرنا۔

سوال : حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم میں پائی جانے والی خرابیاں ہم میں کیسے پائی جاتی ہیں ؟ اور ان کا خاتمہ کیسے ممکن ہے؟

جواب :حضرت شعیب علیہ الصلوۃ والسلام کی قوم کہ لوگ اللہ کو اپنا معبود نہ مانتے تھے ،ناپ تول میں کمی کرتے ، چیزوں کو گھٹا کر دیتے اور زمین میں فساد پھیلاتے تھے اور یہ سب وہ خرابیاں ہیں جن میں ہم بھی ملوث ہیں اور ان کے خاتمے کے لیے ہمیں ان قوموں کے عبرتناک انجام پر غور کرنا چاہیے ،اور اللہ پاک سے توبہ اور ہدایت کی دعا کرنی چاہیے ۔

سوال: حلال بہترین، "حرام " بدترین کے عنوان پر اپنے روزمرہ کے مشاہدات تحریر کریں؟

جواب: یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًاؕ-اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌؕ(۵۱) ترجمہ:اے رسولو!پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو، بیشک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔

رزقِ حلال کھانے اور نیک اعمال کرنے کا حکم تمام رسولوں کو دیا گیا۔ ہر رسول کو اُن کے زمانے میں یہ ندا فرمائی گئی۔ پاک رسولوں کو دیا گیا حکم ذکر کرنے کا ایک مقصد یہ ہے کہ رزقِ حلال اور اعمالِ صالحہ (نیکیوں) کی عظمت و اہمیت اُجاگر ہو۔ دوسری حکمت یہ ہے کہ ہر نبی علیہ السَّلام کا عمل اس کی اُمت کے لئے نمونہ ہوتا ہے، یوں جب امت اپنے نبی علیہ السَّلام کے عمل یعنی رزقِ حلال کو نہایت اہمیت دینے اور نیکیوں کی طرف رغبت کا مشاہدہ کرے گی تو ان اعمال میں پیروی کرے گی جیسے نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے اخلاقِ حسنہ اور عبادت و ریاضت کے واقعات بیان کئے جائیں تو لوگوں کو بہت ترغیب ملتی ہے۔ رزقِ حلال کھانے کا یہی حکم اہل ِایمان کو بھی دیا گیا چنانچہ اسی آیت کے متعلق نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمان ہے:”اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاک چیز کے سوا اور کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو حکم دیا تھا۔(چنانچہ رسولوں کو) فرمایا:”اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اچھا کام کرو، بیشک میں تمہارے کاموں کو جانتا ہوں۔

حلال کمانے کی بہت فضیلت ہے، رزقِ حلال کھانے والا جنّتی ہے چنانچہ نبیِّ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:”جو شخص پاکیزہ یعنی حلال چیز کھائے اور سنت کے مطابق عمل کرے اور لوگ ا س کے شر سے محفوظ رہیں تو وہ جنّت میں داخل ہوگا۔“(ترمذی،ج4،ص233،حدیث:2528)رزقِ حلال کھانے والے کی دعائیں قبول ہوتی ہیں چنانچہ حضرت سعد

بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم سے عرض کی کہ یارَسولَاللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم! آپ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے مُستَجابُ الدَّعوات بنادے (یعنی میری سب دعائیں قبول ہوں)رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:"لقمۂ حلال اپنے لئے لازم کرلو تو مُستَجابُ الدَّعْوات ہوجاؤ گے۔

رزقِ حرام کے متعلق اِن احادیث پر بھی ایک نظر ڈالیں: (1) نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا:وہ گوشت جنت میں نہ جائے گا جس کی پرورش حرام مال سے ہوئی ہو اور ایسا حرام گوشت دوزخ کا زیادہ مستحق ہے۔ (2) فرمایا:"حرام خور کی دعا قبول نہیں ہوتی (3) فرمایا:"حرام مال کا کوئی صدقہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ (4) فرمایا:"رشوت لینے والا، دینے والا جہنمی ہے۔ (5) فرمایا:رشوت دینے والے اور لینے والے پر اللہ کے رسول صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے لعنت بھیجی ہے (6) حرام کھانے والے کی عبادت و نماز قبول نہیں ہوتی. (7) تجارت میں جھوٹ بولنے والے اور عیب چھپانے والے کے کاروبار سے برکت مٹادی جاتی ہے۔ (8) مزدور کی مزدوری مارنے والے کے مقابلے میں قیامت کے دن نبی کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم اس مزدور کی حمایت میں ظالم کے خلاف کھڑے ہوں گے۔

حصہ: 03

سوال : کیا قیامت کے دن کوئی شخص اللہ پاک کی اجازت کے بغیر کلام کر سکے گا؟

جواب: جب قیامت کا دن آئے گا توہر مخلوق خاموش ہوگی، اس دن کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کلام نہ کر سکے گا

سوال : بد بختوں کا آخر وی انجام بیان کیجیے ؟

جواب : جن پر بدبختی غالب آ گئی اور ان کے لئے جہنم کا فیصلہ کر دیا گیا تو وہ جہنم میں رہیں گے اور جہنم میں ان کا حال یہ ہو گا کہ وہ گدھے کی طرح چلائیں گے.

سوال : سعادت مندوں کا اخروی انعام بیان کیجیے ؟

جواب: سعادت مند لوگوں کے لیے جنت کا انعام ہے وہ اس میں اس وقت تک رہیں گے جب تک آسمان و زمین ہیں اور جب تک اللہ پاک چاہے ان کے لیے ایسی بخشش ہے جو کبھی ختم نہ ہوگی.

سوال : نیک اعمال کی فضیلت بیان کیجیے؟

جواب :ترجَمہ کنزُالعِرفان : جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے پاکیزہ زندگی دیں گے۔ معلوم ہوا،نیک اَعْمال کی برکت سے بندۂ مؤمن کو دُنیا میں رِزْقِ حلال ، نیک ، پاکیزہ ، پُرسکون ، سُکھ چین اور راحت و آرام والی پاکیزہ زِندگی عطا کی جاتی ہے

اللہ پاک کے پیارے اورآخری نبی ، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللہ عَلیہ وَآلہٖ وسَلَّم نے فرمایا : صَنَائِعُ الْمَعْرُوْفِ تَقِیْ مَصَارِعَ السُّوْءِ یعنی نیک اَعْمال بُرائیوں سے بچا لیتے ہیں۔

سوال: جہنم کو کس سے بھرا جائے گا ؟

جواب: اللہ پاک جہنم کو کافر انسانوں اور کافر جنوں سے بھر دے گا.

سوال: تکلیف دینے سے بچنے کی چند تجاویز تحریر کریں؟

جواب: حقیقی اسلامی معاشرہ وہی ہے، جس میں لوگ ایک دوسرے کی راحت و آرام کا خیال رکھیں، مشکل وقت میں دوسروں کے کام آئیں، کسی کو تکلیف نہ دیں اور اپنے باہمی تعلّقات ملنساری، حُسن ِاَخلاق اورخیرخواہی پر اُستُوار کریں۔ اسلام اِنھی چیزوں کا درس دیتا ہے اورمُعاشَرے میں نرمی، محبّت، شفقت اور ہمدردی کے جذبات پروان چڑھاتا اور معاشرے کو نقصان پہنچانے والے اُمور مثلاً بے جا شدّت اور اَیذا رسانی سے منع کرتا ہے۔ آپس میں اچھّے تعلّقات اور صُلْح صفائی سے زندگی گزارنا اِسلام کے بنیادی مقاصد میں سے ہے۔ جبکہ یہ بات واضح ہے کہ لوگوں کے حُقوق ضائع کرکے اورانہیں تکلیف پہنچا کر کبھی اچھے تعلقات قائم نہیں کئے جاسکتے۔ آیت میں اِسی حوالے سے ایک اَہم اُصول دیا گیا ہے اور یہی اِسلامی تعلیمات کا لُبِّ لُباب ہے کہ دوسروں کو بلاوجہ تکلیف نہ دو۔

حدیث ِمبارک میں ارشاد فرمایا: ’’تم لوگوں کو (اپنے) شر سے محفوظ رکھو، یہ ایک صدَقہ ہے جو تم اپنے نفس پر کرو گے۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ سرکارِدو عالم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم سے سوال کیا : کیا تم جانتے ہو کہ مسلمان کون ہے؟ انہوں نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ’’مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے (دوسرے) مسلمان محفوظ رہیں۔‘‘ ارشاد فرمایا: تم جانتے ہو کہ مومن کون ہے؟ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُمْ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ’’مومن وہ ہے جس سے ایمان والے اپنی جانیں اور اموال محفوظ سمجھیں۔‘

{سورۃ یوسف}

سوال: سورۃ یوسف کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں ؟

جواب: اس سورت میں اللہ پاک کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات زندگی اور ان کی سیرت مبارکہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اسی وجہ سے اس سورت کا نام " سورۃ یوسف "رکھا گیا ہے۔

سوال: سورۃ یوسف کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی دلیل کے طور پر حضرت یوسف علیہ السلام کے حالات زندگی تفصیل کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں

سوال: سورۃ یوسف کی فضیلت پر کوئی احادیث مبارکہ پر بیان کریں؟

جواب: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک دن یہودیوں کے علما میں سے ایک عالم جو کہ تورات کا قاری تھا، حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سورہ یوسف کی تلاوت فرمارہے تھے۔ اس عالم نے سورہ یوسف سن کر عرض کی : اے محمد! آپ کو یہ سورت کس نے سکھائی ہے؟ ارشاد فرمایا اللہ پاک نے مجھے یہ سورت سکھائی ہے۔ وہ یہودی عالم حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد سن کر بہت حیران ہوا اور یہودیوں کے پاس آکر ان سے کہنے لگا: کیا تم جانتے ہو ؟ خدا کی قسم! محمد قرآن مجید میں ان باتوں کی تلاوت کرتے ہیں جو تورات میں نازل کی گئی ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک جماعت بار گاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اوصاف کو پہچانا، مہر نبوت کی زیارت کی اور آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سورہ یوسف سن کر اسلام قبول کر لیا۔

سوال : اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کیا عطا فرمایا؟

جواب:اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ اسلام کو خوابوں کی تعبیر نکالنا سکھائی اور آپ کو سلطنت عطا فرمائی ۔

سوال :حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا میں ہمارے لیے کیا نصیحت ہے؟

جواب : حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جو اسلام کی حالت میں موت عطا ہونے کی دعا مانگی، ان کی یہ دعا دراصل امت کی تعلیم کے لئے ہے کہ وہ حسنِ خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں ۔

سوال : ہلاک شدہ امتوں کے آثار کسی چیز کی جانب رہنمائی کرتے ہیں؟ نیز ان آثار کا مشاہدہ کس انداز میں کرنا چاہیے۔

جواب :یہ آثار حصول عبرت کی جانب رہنمائی کرتے ہیں اور ان آثار کا مشاہدہ غور و فکر کرتے ہوئے اور حصول عبرت کرتے ہوئے کرنا چاہیے.

سوال : قرآنی قصوں سے کس طرح عقل مندوں کی آنکھیں کھلتی ہیں مثال سے واضح کیجیے ؟

جواب :بے شک انبیا کرام علیہ السلام اور ان کی قوموں کی خبروں میں عقلمندوں کے لیے عبرت ہے جیسے حضرت یوسف علیہ السلام کے واقعے سے بڑے بڑے نتائج نکلتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ صبر کا نتیجہ سلامت اور کرامت ہے اور ایذا رسائی اور بد خواہی کا انجام ندامت ہے اور اللہ پر بھروسہ رکھنے والا کامیاب ہوتا ہے انسان کو سختیوں کے پیش آنے سے مایوس نہیں ہونا چاہیے رحمت الہی مدد کرے تو کسی کی بد خواہی کچھ نہیں کر سکتی۔

سوال: حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات اور تدفین کا واقعہ بیان کیجیے؟

جواب: حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات اور تدفین:

حضرت یوسف عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اپنے والد ماجد کے بعد 23 سال زندہ رہے، اس کے بعد آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی وفات ہوئی، آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے مقامِ دفن کے بارے میں اہلِ مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا، ہر محلہ والے حصولِ برکت کے لئے اپنے ہی محلہ میں دفن کرنے پر مُصر تھے، آخر یہ رائے طے پائی کہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تاکہ پانی آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قبر سے چھوتا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہلِ مصر فیض یاب ہوں چنانچہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو سنگِ رِخام یا سنگِ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام وہیں رہے یہاں تک کہ 400 برس کے بعد حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے پاس ملکِ شام میں دفن کیا۔

سبق: اس سے ہمیں تبرکات کی تعظیم کرنے کا سبق ملتا ہے کہ تبرکات کی تعظیم کر کے اُن سے برکتیں لینی چاہیے۔

{سورۃ الرعد}

سوال: سورۃ الرعد کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں؟

جواب: رعد بادلوں سے پیدا ہونے والی گرج کو کہتے ہیں اور بعض مفسرین کے نزدیک بادل پر مامور ایک فرشتے کا نام رعد ہے، اور اس سورت کا یہ نام آیت نمبر 13 میں مذکور لفظ " الرعد کی مناسبت سے رکھا گیا ہے

سوال: سورۃ الرعد کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ پاک کی قدرت اور وحدانیت، نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت ورسالت مرنے کے بعد دو بارہزند ہ کیے جانے اور قیامت کے دن اعمال کی جزاء ملنے کو ثابت کیا گیا ہے

سوال: سورۃ الرعد کی فضیلت پر احادیث مبارکہ بیان کریں ؟

جواب: حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: " جب کسی انسان کی موت کا وقت قریب آجائے تو مستحب یہ ہے کہ اس کے پاس سورہ رعد پڑھی جائے کیونکہ یہ مرنے والے کے لئے آسانی کا اور اس کی روح قبض ہونے میں تخفیف کا سبب ہوگی.

سوال : سورہ رعد کی پہلی آیت میں کس گروہ کی کون سی بات کا رد کیا گیا ہے ؟

جواب :مشرکینِ مکہ کہتے تھے کہ یہ کلام محمد مصطفٰی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کاہے اور انہوں نے خود بنایا ہے، اس آیت میں ان کا رد کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ قرآن جو رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر ان کے رب عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے نازل کیا گیا حق ہے، اس میں شک کی کوئی گنجائش نہیں لیکن اکثر اہلِ مکہ اس بات پر ایمان نہیں لاتے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

سوال :سورۃ رعد کی کن آیات میں قدرت الہی کی زمینی اورآسمانی نشانیاں بیان کی گئی ہیں؟

جواب :سورۃ رعد کی آیت نمبر دو، تین اور چار میں قدرت الہی کی زمینی اورآسمانی نشانیاں بیان کی گئی ہیں.

سوال : قدرت الہی کی نشانیوں میں غور و فکر کرنے کا کیا فائدہ ہے ؟

جواب :بندے پر خالقِ کائنات کی عظمت و شان مزید واضح ہوجاتی ہے، بندے کا وحدانیتِ الٰہی پر یقین مزید مضبوط ہوجاتا ہے، بندہ عظمتِ الٰہی کے سامنے عاجزی اختیار کرتاہے، بندہ جب زمین وآسمان، آفتاب و ماہتاب، اشجار و احجار الغرض کسی بھی مخلوق کی تخلیق میں غوروفکر کرتا ہے تو دل میں خالق کی تعظیم پیدا ہوتی ہے، خالقِ کائنات کی عظمت و قدرت کی معرفت حاصل ہوتی ہے ، یونہی اللہ کریم کی قدرت و تخلیق کی گہرائیاں جاننے پر دل میں اس کی خشیت اور ہیبت بڑھتی ہے، خالق و مالک کی محبت و خشیت دل میں بڑھنے سے مخلوق کے ساتھ شفقت و حُسنِ خُلق کا جذبہ ملتاہے، بندے کا جب یقین کامل ہوجاتاہے کہ سب اختیارات کا مالک وہی ہے تو پھر اس کے علاوہ کسی کا ڈر اور خوف نہیں رکھتااور حق کو حق کہنے اور باطل کی تردید کرنے میں رکاوٹ نہیں رہتی۔

سوال : فرشتوں کو انسان پر کیوں مقرر کیا گیا ہے ؟ کوئی بھی دو وجوہات بیان کیجیے۔

جواب : امام مجاہد رَحْمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں کہ ہر بندے کے ساتھ ایک فرشتہ حفاظت پرمامور ہے جو سوتے جاگتے جن و اِنس اور موذی جانوروں سے اس کی حفاظت کرتا ہے اور ہر ستانے والی چیز کو اس سے روک دیتا ہے سوائے اس کے جس کا پہنچنا مَشِیَّت میں ہو۔

سوال : بجلی کڑکنے کی آواز سن کر اللہ پاک کے نیک بندوں کا کیا طرز عمل ہوتا ہے ؟

جواب :گرج اور کڑک کی آواز اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک وعید ہے لہٰذا جب اس کی آواز سنیں تو اپنی دنیوی گفتگو روک کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے اس کی پناہ مانگیں ، چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما جب گرج کی آواز سنتے تو آپ گفتگو چھوڑ کر یہ آیت پڑھتے ’’وَ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَ الْمَلٰٓىٕكَةُ مِنْ خِیْفَتِهٖ‘‘پھر فرماتے: بے شک یہ زمین والوں کے لئے شدید وعید ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُما سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’جب تم گرج کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا شروع کر دو کیونکہ یہ ذکر کرنے والے کو نہیں پہنچتی.

سوال : سورہ رعد میں بیان کردہ عقل مندوں کی نشانیاں تحریر کیجیے۔

جواب : جو اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا عہد پورا کرتے ہیں کہ اس کی ربوبیت کی گواہی دیتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے عہد اور ان معاہدوں کو توڑتے نہیں جو انہوں نے لوگوں کے ساتھ کئے ہوئے ہیں ، اللہ تعالیٰ کی

تمام کتابوں اور اس کے کل رسولوں پر ایمان لاتے ہیں ،بعض کو مان کر اور بعض سے منکر ہو کر ان میں تفریق نہیں کرتے ، رشتہ داری کے حقوق کی رعایت رکھتے ہیں اور رشتہ داری نہیں توڑتے، اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں، خصوصی طور برے حساب سے خوفزدہ ہیں اور حساب کا وقت آنے سے پہلے خود اپنے نفسوں سے محاسبہ کرتے ہیں۔

سوال: کوئی ایسا واقعہ لکھیں جس میں برائی کا بدلہ بھلائی سے دیا گیا ہو؟

جواب: حضرت عبد اللہ بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب غزوۂ احد میں رسولِ کریم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے سامنے والے مبارک دانت شہید ہوئے اور روشن چہرہ لہو لہان ہوگیا تو ان کافروں کے خلاف دعا کی عرض کی گئی لیکن آپ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے طعنے دینے والا اور لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا بلکہ مجھے دعوت دینے اور رحمت فرمانے والا بنا کر بھیجا ہے ، (پھر دعا کی) اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ وہ مجھے جانتے نہیں۔

حصہ: دوم

سوال : سورہ رعد کی آیت نمبر 30 میں کفار کو " رحمن کا منکر کیوں کہا گیا؟ اس کا پس منظر بیان کیجیے۔

جواب :حضرت قتادہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اور مقاتل وغیرہ کا قول ہے کہ یہ آیت صلحِ حدیبیہ میں نازل ہوئی جس کا مختصر واقعہ یہ ہے کہ سہیل بن عمرو جب صلح کے لئے آیا اور صلح نامہ لکھنے پر اتفاق ہوگیا تو حضور اقدس صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم سے فرمایا لکھو ، بِسْمِ اللہ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم کفار نے اس میں جھگڑا کیا اور کہا کہ آپ ہمارے دستور کے مطابق ’’بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ،، لکھوائیے، اس کے متعلق آیت میں ارشاد ہوتا ہے کہ وہ رحمٰن کے منکر ہورہے ہیں ۔ اے حبیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ،آپ ان سے فرما دیں کہ رحمٰن تو وہی ہے جس کی معرفت سے تم انکار کر رہے ہو، وہ میرا رب عَزَّوَجَلَّ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ، میں نے اپنے تمام اُمور میں اسی پر بھروسہ کیااور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔

سوال : سورۃ رعد ، آیت نمبر 31 میں کفار کے کن حیلے بہانوں کا جواب دیا گیا ہے ؟ تفصیلا تحریر کیجیے؟

جواب: کفارِ قریش نے حضور پُر نور صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا تھا کہ اگر آپ یہ چاہیں کہ ہم آپ کی نبوت مانیں اور آپ کی پیروی کریں تو آپ قرآن شریف پڑھ کر اس کی تاثیر سے مکہ مکرمہ کے پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹا دیجئے تاکہ ہمیں کھیتی باڑی کرنے کے لئے وسیع میدان مل جائیں اور زمین پھاڑ کر چشمہ جاری کیجئے تاکہ ہم کھیتوں اور باغوں کو ان سے سیراب

کریں اورقُصَی بن کلاب وغیرہ ہمارے مرے ہوئے باپ دادا کو زندہ کردیجئے تاکہ وہ ہم سے کہہ جائیں کہ آپ نبی ہیں ۔ اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتادیا گیا کہ یہ حیلے بہانے کرنے والے کسی حال میں بھی ایمان لانے والے نہیں ۔ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہیں ،تو ایمان وہی لائے گا جس کو اللہ عَزَّوَجَلَّ چاہے اور توفیق دے اس کے سوا اور کوئی ایمان لانے والا نہیں اگرچہ انہیں وہی نشانیاں دکھا دی جائیں جو وہ طلب کررہے ہیں

سوال : کیا رزق میں فراوانی خوش بختی کی علامت ہے ؟

جواب :رزق میں فراوانی خوش بختی کی علامت نہیں ہے اللہ پاک جسے چاہے رزق میں فراوانی عطا فرمائے جسے چاہے رزق میں تنگی کر دے اس میں بہت سی حکمتیں ہیں اگر اللہ اپنے سب بندوں کیلئے رزق وسیع کردیتا تو ضرور زمین میں فساد پھیلاتے لیکن وہ ایک مقدار سے جتنا چاہتا ہے اتارتا ہے ، بیشک وہ بندوں سے خبردار،دیکھنے والاہے۔

.(2)حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ جن کے ایمان کی بھلائی مالدار ہونے میں ہے، اگر میں انہیں مالدار نہ کروں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے اور میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ ان کے ایمان کی بھلائی مالدار نہ ہونے میں ہے، اگر میں انہیں مالدار کر دوں تو وہ کفر میں مبتلا ہو جائیں گے۔

سوال : سورہ رعد آیت نمبر 35 میں جنتی کھانے اور سائے کی کون سی امتیازی خصوصیت بیان کی گئی ہے ؟

جواب :اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کے تین اوصاف بیان فرمائے ہیں ۔

(1)...جنت کے نیچے سے نہریں جاری ہیں ۔ ان نہروں کی تفصیل اس آیت میں بیان کی گئی ہے۔ترجمۂ کنزُالعِرفان: اس جنت کا حال جس کا پرہیزگاروں سے وعدہ کیا گیا ہے یہ ہے کہ اس میں خراب نہ ہونے والے پانی کی نہریں ہیں اور ایسے دودھ کی نہریں ہیں جس کا مزہ نہ بدلے اور ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کیلئے لذت (بخش) ہے اور صاف شفاف شہد کی نہریں ہیں ۔

(2، 3)...جنت کے پھل اور اس کا سایہ ہمیشہ رہنے والاہے۔یعنی جنت کے میوے اور اس کا سایہ دائمی ہے ان میں سے کوئی ختم اور زائل ہونے والا نہیں ۔ جنت کا حال عجیب ہے کہ اس میں نہ سورج ہے نہ چاندلیکن پھر بھی تاریکی نہیں نیز سورج اور چاند نہیں لیکن پھر بھی سایہ ہے۔

{سورۃ ابرٰھیم}

سوال: سورۃ ابرٰھیم کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں اور یہ کہاں نازل ہوئی ؟

جواب: اس سورت کی آیت نمبر 35 تا 41 میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت الٰہی کے حسین واقعے اور آپ کی دعاؤں کو بیان کیا گیا ہے، اس مناسبت سے اس سورت کا نام "سورۃ ابراہیم" رکھا گیا ہے۔ دو آیات کے علاوہ پوری سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔

سوال: سورۃ ابرٰھیم کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: اس سورت کا مرکزی مضمون یہ ہے کہ اس میں اللہ پاک اس کے رسولوں ، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء کے ملنے پر ایمان لانے کو دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ حقیقی معبود وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور پوری کی کائنات میں اس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے.

سوال : ہر رسول کو ان کی ہم زبان قوم میں بھیجنے کی کیا حکمت ہے ؟

جواب: حکمت یہ تھی تاکہ انہیں جو احکامات دیئے گئے وہ ترجمے کے بغیر ہی آسانی سے اور جلدی سمجھ جائیں اور ان احکامات کے مطابق عمل کر سکیں ۔

سوال : کافروں کے انکار کرنے پر رسولوں نے انہیں کیا جواب دیا؟

جواب: سابقہ قوموں کے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں جواب دیتے ہوئے فرمایا "کیا تم اس اللہ تعالیٰ کی توحید کے بارے میں شک کر رہے ہو جو زمین و آسمان کا خالق ہے؟ یہ شک کیسے کیا جاسکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی عقلی اور نقلی دلیلیں تو انتہائی ظاہر ہیں ۔ وہ تمہیں اپنی اطاعت اور ایمان کی طرف بلاتا ہے تاکہ جب تم ایمان لے آؤ تو حقوق العباد کے علاوہ تمہارے سابقہ گناہوں کو بخش دے اور تمہاری مقررہ مدت پوری ہونے تک تمہیں عذاب کے بغیر زندگی کی مہلت دے۔

سوال : رسولوں کی بشریت پر اعتراض کرنے والوں اور معجزے طلب کرنے والوں کو کیا جواب دیا گیا؟

جواب :جب کافروں نے اپنے رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے یہ کہا کہ تم تو ہمارے جیسے آدمی ہو، تو رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے انہیں جواب دیا ’’ اچھا یہی مانو کہ ہم واقعی تمہارے جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے اور نبوت و رسالت کے ساتھ اسے برگزیدہ کرتا ہے اور اِس منصبِ عظیم کے ساتھ مشرف فرماتا ہے اور ہمیں کوئی حق نہیں کہ نبوت و رسالت کے منصب پر فائز ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر ہم اپنی صداقت پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل اورمعجزہ تمہارے پاس لے آئیں اور مسلمانوں کو اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے، وہی دشمنوں کے شر دور کرتا اور اس سے محفوظ رکھتا ہے۔

سوال : اس سورت میں کافروں کے اعمال کیلئے کیا مثال بیان کی گئی ہے؟

جواب :کافروں کے تمام اعمال ضائع ہو گئے اور وہ آخرت میں کوئی نفع حاصل نہ کر سکیں گے اور ا س وقت ان کا نقصان مکمل طور پر ظاہر ہو جائے گا کیونکہ دنیا میں ا نہوں نے اپنے گمان میں جو بھی نیک اعمال کئے ہوں گے جیسے محتاجوں کی امداد کرنا،صلہ رحمی کرنا، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا، بھوکوں کو کھانا کھلانا، مسافروں کی معاونت کرنا اور بیماروں کی خبر گیری کرنا وغیرہ وہ ایمان نہ ہونے کی وجہ سے آخرت میں باطل ہو جائیں گے اور یہی مکمل نقصان ہے **مثال:** جس طرح تیز آندھی راکھ کو اڑا کر لے جاتی ہے اور اُس راکھ کے اجزاء اِس طرح مُنتشِر ہوجاتے ہیں کہ ا س کا کوئی اثر، نشان اور خبر باقی نہیں رہتی اسی طرح کافروں کے تمام اعمال کو ان کے کفر نے باطل کر دیا اور ان اعمال کو اس طرح ضائع کر دیا کہ ان کی کوئی خبر اور نشان باقی نہ رہا۔

سوال: اللہ کریم پر توکل کرنے کے فوائد تحریر کیجئے؟

جواب: دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحرو بَر صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ’’اگر تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اس طرح بھروسہ کرو جیسے اس پر بھروسہ کرنے کا حق ہے، تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا فرمائے گاجیسے پرندوں کو عطافرماتاہے کہ وہ صبح کے وقت خالی پیٹ نکلتے ہیں اورشام کو سیر ہوکر لوٹتے ہیں

حصہ دوم سورۃ ابرٰھیم

سوال : بندے کے ایمان کی مثال درخت سے دینے میں کیا حکمت ہے ؟

جواب : جس طرح کھجور کے درخت کی جڑیں زمین کی گہرائی میں موجود ہوتی ہیں اور اس کی شاخیں آسمان میں پھیلی ہوئی ہوتی ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا ہے ایسے ہی کلمۂ ایمان ہے کہ اس کی جڑ مومن کے دل کی زمین میں ثابت اور مضبوط ہوتی ہے اور اس کی شاخیں یعنی عمل آسمان میں پہنچتے ہیں اور اس کے ثَمرات یعنی برکت و ثواب ہر وقت حاصل ہوتے ہیں۔

سوال نصیحت کی بعض باتوں کو مثالوں کے ذریعے سے کیوں بیان کیا گیا ہے ؟

جواب :اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے مثالیں اس لئے بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں اور ایمان لائیں کیونکہ مثالوں سے معنی اچھی طرح دل میں اتر جاتے ہیں.

سوال : حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کیا دعا فرمائی ؟

جواب : حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، مکہ مکرمہ کو امن والا شہر بنا دے کہ قیامت کے قریب دنیا کے ویران ہونے کے وقت تک یہ شہر ویرانی سے محفوظ رہے یا اس شہر والے امن میں ہوں، اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بتوں کی عبادت کرنے سے بچائے رکھ.{یاد رہے کہ انبیاء عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام بت پرستی اور تمام گناہوں سے معصوم ہیں حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کا یہ دعا کرنا بارگاہِ الٰہی میں عاجزی اور محتاجی کے اظہار کے لئے ہے کہ باوجودیہ کہ تو نے اپنے کرم سے معصوم کیا لیکن ہم تیرے فضل و رحمت کی طرف دستِ احتیاج دراز رکھتے ہیں }.

(2) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے دعا فرمائی کہ اے میرے رب! عَزَّوَجَلَّ، بیشک بتوں کی وجہ سے بہت سے لوگ ہدایت اور حق کے راستے سے دور ہو گئے حتّٰی کہ لوگ بتوں کو پوجنے لگے اور تیرے ساتھ کفر کرنے لگ گئے تو جو میرے طریقے پر ہو یعنی اطاعت و فرمانبرداری کے طریقے پر ہو تو بیشک وہ میری سنت پر عمل پیرا ہے اور جو میرا نافرمان ہو تو اس کا معاملہ تیرے ہی حوالے ہے ،بے شک تو گناہگاروں کے گناہوں اور ان کی خطاؤں کو اپنے فضل سے بخشنے والا ہے اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے ،اور لوگوں میں سے جسے چاہے معاف فرما دے

(3)اے ہمارے رب! میں نے اپنی کچھ اولاد کو تیرے عزت والے گھر کے پاس ایک ایسی وادی میں ٹھہرایا ہے جس میں کھیتی نہیں ہوتی(اس میں وادی سے مراد وہ جگہ ہے جہاں اب مکہ مکرمہ ہے ۔ ذُرِّیَّت سے حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام مراد ہیں اور حرمت والے گھر سے بیتُ اللہ مراد ہے)اے ہمارے رب! عَزَّوَجَلَّ، میں نے اپنی اولاد کو ناقابلِ زراعت وادی میں اس لئے ٹھہرایا تاکہ حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام اور اُن کی اولاد اس وادی میں تیرے ذکر اور تیری عبادت میں مشغول ہوں اور تیرے بیتِ حرام کے پاس نماز قائم کریں ۔اے اللہ! عَزَّوَجَلَّ، تو لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے تاکہ وہ اس وادی کے اَطراف اور دیگر شہروں سے یہاں آئیں اور ان کے دل اس پاکیزہ مکان کی زیارت کے شوق میں کھنچیں۔

(4)اے ہمارے رب ! عَزَّوَجَلَّ، تو ہمارے حالات کو،ہماری ضرورتوں اور ہمارے نقصانات کو جانتا ہے اور تو ہم پر ہم سے زیادہ رحم فرماتا ہے، اس لئے تیری بارگاہ میں ہمیں دعا کرنے کی حاجت تو نہیں لیکن ہم تیرے حضور دستِ دعا اس لئے بلند کرتے ہیں تاکہ ہم تیرے آگے اپنی بندگی کا اظہار کریں ، تیری عظمت و جلال سے خوف کھائیں۔اور اللہ پر کوئی بھی شے پوشیدہ نہیں جو ہر جگہ میں چھپی ہوئی چیزوں کو جانتا ہے اس سے کوئی بھی چیز پوشیدہ نہیں ۔

(5)حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے ایک اور فرزند کی دعا کی تھی اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی توآپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس کا شکر ادا کیا اور بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا ’’تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے کے باوجود حضرت اسمٰعیل اور حضرت اسحاق عَلَیْہِما الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دیئے۔ بیشک میرا رب عَزَّوَجَلَّ میری دعا قبول فرمانے والا ہے۔

(6)حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو چونکہ بعض افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے بتانے سے معلوم ہو چکا تھا کہ وہ کافر ہوں گے اس لئے آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی بعض اولاد کے لئے نمازوں کی پابندی اور محافظت کی دعا کی۔

سوال :: اللہ پاک نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعے مومنوں کو کن چیزوں کا حکم ارشاد فرمایا؟

جواب :اے حبیب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، میرے ان بندوں سے فرما دیں جو ایمان لائے کہ فرض نمازیں ان کے تمام اَرکان و شرائط کے ساتھ ادا کریں اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ ہماری راہ میں پوشیدہ اور اعلانیہ اس دن کے آنے سے پہلے خرچ کریں جس میں نہ کوئی تجارت ہوگی کہ خرید و فروخت یعنی مالی معاوضے اورفد یے سے ہی کچھ نفع اُٹھایا جاسکے اور نہ دوستی کہ اس سے نفع اٹھایا جائے بلکہ بہت سے دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوجائیں گے۔

سوال : کیا ظالم کے عذاب میں تاخیر سے اللہ پاک کے راضی ہونے کی دلیل ہے ؟

جواب :جی نہیں اللہ پاک نے ظالم پر عذاب نازل ہونے کی ایک مقررہ مدت رکھی ہے توجب وہ مدت پوری ہو جائے گی تو ضرور ان پر اچانک عذاب آئے گا اور انہیں اس کی خبر بھی نہ ہوگی۔

سوال: دعا کے کچھ آداب تحریر کریں ؟

جواب: دعا کے چند آداب: (1) دعا اپنی ذات سے شروع کرے۔ (2) ماں باپ کو دعا میں شامل رکھا کرے ۔ (3) ہر مسلمان کے حق میں دعائے خیر کرے۔ (4) آخرت کی دعا ضرور مانگے صرف دنیا کی حاجات پر قناعت نہ کرے۔

{سورۃ الحجر}

سوال: سورۃ الحجر کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں ؟

جواب: حجر " مدینہ منورہ اور شام کے درمیان ایک وادی کا نام ہے اور اس سورت کی آیت نمبر 80 تا 84 میں اس وادی میں رہنے والی قوم کے ثمود کا واقعہ بیان کیا گیا ہے ، اس مناسبت سے اس کا نام " سورہ حجر " رکھا گیا۔

سوال: اس سورت کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب: مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والی دیگر سورتوں کی طرح اس سورت کا مرکزی مضمون بھی یہ ہے کہ اس میں اللہ پاک کی وحدانیت اور اس کی قدرت، نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت، مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کئے جانے اور اعمال کی جزاء ملنے کو کئی طرح کے دلائل سے ثابت کیا گیا ہے

سوال: سورۃ الحجر کہ فضائل پر احادیث مبارکہ بیان کریں ؟

جواب: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حجر والوں کے بارے میں ارشاد فرمایا: "تم اس (عذاب یافتہ قوم کے پاس سے روتے ہوئے گزرو اور اگر تم رو نہیں سکتے تو ان کہ پاس سے نہ گزرو تا کہ کہیں ایسانہ ہو کہ تم پر بھی وہی عذاب آجائے جو ان پر نازل ہوا تھا

سوال: سوال :قیامت کے دن کفار کیا تمنا کریں گے ؟

جواب :**<u>کفار بہت آرزو کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے.</u>** کفار کی ان آرزؤں کے وقت کے بارے میں بعض مفسرین کاقول یہ ہے کہ نَزع کے وقت جب کافر عذاب دیکھے گا تو اسے معلوم ہوجائے گا کہ وہ گمراہی پر تھا، اس وقت کافر یہ آرزو کرے گا کہ کاش! وہ مسلمان ہوتا، لیکن اس وقت یہ آرزو کافر کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ بعض مفسرین کے نزدیک آخرت میں قیامت کے دن کی سختیاں، ہولناکیاں ،اپنا دردناک انجام اور برا ٹھکانہ دیکھ کر کفار یہ تمنا کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے۔

سوال : ہٹ دھرم کفار سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے کیا فرمایا گیا؟

جواب :اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ ان مشرکوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں ، اس دنیا میں جتنا انہوں نے کھانا ہے کھا لیں اور اس دنیا کی لذتوں اور شہوتوں کے اس وقت تک مزے اڑا لیں جو میں نے ان کے لئے مقرر کر دیا ہے۔ دنیا کے فائدے حاصل کرنے کی لمبی امید نے انہیں ایمان، اطاعت ِ الٰہی اور قرب ِ الٰہی تک لے جانے والے اعمال سے غافل کیا ہوا ہے ۔ عنقریب جب وہ قیامت کے دن اپنے کفر وشرک کے عذاب کا مشاہدہ کریں گے تو خود جان جائیں گے کہ دنیا کی زندگی میں لذتوں اور شہوتوں میں مشغول رہ کروہ کتنے بڑے نقصان اور خسارے کا شکار ہو گئے۔

سوال : کفار کس بات کی تصدیق کے لیے فرشتے لانے کا مطالبہ کرتے تھے ؟

جواب: کفارِ مکہ نے حضور انورصَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے کہا '' اگر آپ اپنی ا س بات میں سچے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رسول بنا کر ہماری طرف مبعوث فرمایا اور آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ پر کتاب نازل فرمائی ہے تو پھر آپ ہمارے پاس فرشتے کیوں نہیں لاتے تاکہ وہ آپ کے دعوے کی سچائی پر گواہی دیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے تو آپ کی نبوت کو ثابت کرنے کیلئے فرشتہ بھی بھیج سکتا ہے.

سوال : کفار مکہ کی کون سی عادت کو سابقہ قوموں کی طرح بیان کیا گیا ہے ؟

جواب :جب کفارِ مکہ نے سیدُ المرسلین صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے جاہلانہ باتیں کیں اور بے ادبی کرتے ہوئے آپ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو مجنون کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ''آپ سے پہلے سابقہ امتوں میں ہم نے رسول بھیجے اور ان لوگوں کے پاس جو بھی رسول آتا وہ اس کا مذاق اڑاتے تھے۔ کفار کی اپنے انبیاء اور رسولوں عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے ساتھ یہ روش سابقہ زمانوں سے چلی آ رہی ہے ،لہٰذا اے

حبیب! صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ بھی دیگر انبیاء ومرسلین عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح اپنی قوم کی اَذِیَّتوں پر صبر فرمائیں ۔

سوال: . شہاب ثاقب کہ بارے میں کچھ معمولات تحریر کریں؟

جواب: شیطانوں کو شہابِ ثاقب لگنے سے متعلق دو آحادیث: شہاب اس ستارے کو کہتے ہیں جو شعلے کی طرح روشن ہوتا ہے اور فرشتے اس سے شیاطین کو مارتے ہیں.

(1).. حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے ، نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’جب اللہ تعالیٰ آسمانی فرشتوں کو کوئی حکم دیتا ہے تو وہ عاجزی کی وجہ سے اپنے پَرمارنے لگتے ہیں جیسے زنجیر کو صاف پتھر پر مارا جائے۔ پھر اللہ تعالیٰ اس حکم کو نافذ فرما دیتا ہے ۔ جب ان کے دلوں سے کچھ خوف دور ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا؟وہ جواب دیتے ہیں کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے جو فرمایا وہ حق فرمایا اور وہی بلند و بر تر ہے ۔پھر بات چرانے والے شیطان چوری چھپے سننے کی کوشش کرتے ہیں اور چوری چھپے سننے کے لئے شیطان یوں اوپر نیچے رہتے ہیں ، چنانچہ سفیان نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو کھول کر اوپر نیچے کر کے دکھایا۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ سننے والے شیطان کو چنگاری جا لگتی ہے اور وہ جل جاتا ہے ا س سے پہلے کہ وہ یہ بات اپنے ساتھ والے کو بتائے اور بعض اوقات چنگاری لگنے سے پہلے وہ اپنے نزدیک والے شیطان کو جو اس کے نیچے ہوتا ہے، بتا چکا ہوتا ہے اورا س طرح وہ بات زمین تک پہنچا دی جاتی ہے ،پھر وہ جادو گر کے منہ میں ڈالی جاتی ہے ،پھر وہ جادو گر ایک کے ساتھ سو جھوٹ اپنی طرف سے ملاتا ہے، اس پر لوگ اس کی تصدیق کر کے کہنے لگتے ہیں کہ کیا اس نے فلاں روز ہمیں نہیں بتایا تھا کہ فلاں بات یوں ہو گی چنانچہ ہم نے اس کی بات کو درست پایا حالانکہ یہ وہی بات تھی جو آسمان سے چوری چھپے سنی گئی تھی

(2)... حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں مجھے ایک انصاری صحابی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے بتایا کہ ہم ایک رات رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ بیٹھے تھے، ایک تارا ٹوٹا، اور روشنی پھیل گئی تو ہم سے تاجدارِ رسالت صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے میں جب اس جیسا تارا ٹوٹتا تھا تو تم کیا کہتے تھے ؟ہم نے عرض کی ’’ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ خوب جانتے ہیں ۔ ہم تو یہ کہتے تھے کہ آج رات یا تو کوئی بڑا آدمی پیدا ہوا یا کوئی بڑا آدمی مرا ہے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا ’’یہ تارے نہ تو کسی کی

موت کے لیے مارے جاتے ہیں نہ کسی کی زندگی کیلیئے لیکن ہمارا رب عَزَّوَجَلَّ کہ اس کا نام مبارک اور بلند ہے ، جب کسی چیز کا فیصلہ کرتا ہے تو عرش اٹھانے والے تسبیح کرتے ہیں ، پھر آسمان والوں میں سے جو ان کے قریب ہیں وہ تسبیح کرتے ہیں حتّٰی کہ تسبیح کا یہ سلسلہ اس دنیا کے آسمان والے فرشتوں تک پہنچ جاتا ہے ، پھر عرش اٹھانے والے فرشتوں کے قریب والے ان سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب عَزَّوَجَلَّ نے کیا فرمایا؟ وہ انہیں خبر دیتے ہیں ۔ پھر بعض آسمان والے بعض سے خبریں پوچھتے ہیں حتّٰی کہ اس آسمانِ دنیاتک خبر پہنچ جاتی ہے تو جِنّات ان سنی ہوئی باتوں کو اچک لیتے ہیں اور اپنے دوستوں تک پہنچا دیتے ہیں ، (ان میں سے بعض) مار دیئے جاتے ہیں ۔پھر کاہن جو کچھ اس کے مطابق کہتے ہیں وہ تو کچھ درست ہوتا ہے لیکن وہ تو اس میں جھوٹ ملادیتے ہیں اور بڑھا دیتے ہیں .

حصہ دوم

سوال : شیطان نے قیامت تک زندہ رہنے کی مہلت کیوں طلب کی؟ وجہ بیان کیجیے۔

جواب :قیامت کے دن تک مہلت مانگنے سے شیطان کا مطلب یہ تھا کہ وہ کبھی نہ مرے کیونکہ قیامت کے بعد کوئی نہ مرے گا اور قیامت تک کی اُس نے مہلت مانگ ہی لی لیکن اس کی اس دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح قبول کیا کہ اس سے فرمایا: بیشک تو ان میں سے ہے جن کو اس معین وقت کے دن تک مہلت دی گئی ہے جس میں تمام مخلوق مرجائے گی اور وہ وقت پہلے نَفْخہ کا ہے تو شیطان کے مردہ رہنے کی مدت پہلے نَفْخہ سے دوسرے نَفْخہ تک چالیس برس ہے اور اس کوا س قدر مہلت دینا اس کے اکرام کے لئے نہیں بلکہ اس کی بلا، شَقاوت اور عذاب کی زیادتی کے لئے ہے.

سوال : کیا جنت میں کوئی کسی سے بغض و کینہ رکھے گا؟

جواب :دنیا میں کسی کے دل میں دوسرے کے بارے میں کچھ کینہ ہو گا تو جنت میں داخل ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ اسے ان کے دلوں سے نکال دے گا اور اُن کے نُفوس کو بغض، حسد، عناد اور عداوت وغیرہ مذموم خصلتوں سے پاک کردے گا اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور میل جول رکھنے میں اس طرح ہوں گے جیسے سگے بھائی ہوتے ہیں

سوال : کیا جنت میں جانے والوں کو کوئی تکلیف و پریشانی ہو گی ؟

جواب:جی نہیں جنت میں جانے والوں کی کوئی بھی تکلیف و پریشانی نہیں ہوگی .

سوال : کیا مسلمان جنت میں جانے کے بعد جنت سے کبھی نکالے جائیں گے ؟

جواب :جی نہیں مسلمان جنت میں جانے کہ بعد جنت سے کبھی نہیں نکلے گا ۔

سوال : سورہ حجر کی آیت نمبر 49 میں اللہ پاک نے نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو کیاپیغام دینے کا حکم فرمایا؟

جواب:اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ” اے حبیب! صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ میرے بندوں کو بتا دیں کہ جب وہ اپنے گناہوں سے توبہ کر لیں تو میں ہی ان کے گناہوں پر پردہ ڈال کر ان گناہوں کے سبب ہونے والی رسوائی اور عذاب سے انہیں بچاتا ہوں اور گناہوں سے توبہ کرنے کے بعد انہیں عذاب نہ دے کر ان پر رحم فرماتا ہوں۔

سوال : کیا اللہ کریم کی رحمت سے مایوس ہونا درست ہے ؟

جواب : ترجمہ کنز الایمان : تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے نااُمید نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بے شک وہی بخشنے والا مہربان ہے

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر اپنی کامل رحمت، فضل اور احسان کا بیان فرمایا ہے ،چنانچہ ارشاد فرمایا کہ اے حبیب! صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ، آپ فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ”اے میرے وہ بندو! جنہوں نے کفر اور گناہوں میں مبتلا ہو کر اپنی جانوں پر زیادتی کی، تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا اور یہ خیال نہ کرناکہ ایمان قبول کر لینے کے بعد سابقہ کفر و شرک پر تمہارا مُؤاخذہ ہو گا، بیشک اللہ تعالیٰ اُس کے سب گناہ بخش دیتا ہے جو اپنے کفر سے باز آئے اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کر لے ،بیشک وہی گناہوں پر پردہ ڈال کربخشنے والا اور مصیبتوں کو دور کر کے مہربانی فرمانے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے مایوس نہیں ہونا چاہیے: حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ”اے انسان !جب تک تو مجھ سے دعا کرتا اور امید رکھتا رہے گا میں تیرے گناہ بخشتا رہوں گا، چاہے تجھ میں کتنے ہی گناہ ہوں مجھے کوئی پروا نہیں ۔اے انسان!اگر تیرے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں ،پھر تو بخشش مانگے تو میں بخش دوں گا مجھے کوئی پروا نہیں ۔اے انسان! اگر تو زمین بھر گناہ بھی میرے پاس لے کر آئے لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں تمہیں اس کے برابر بخش دوں گا۔

حصہ 03

سوال : فرشتوں نے حضرت لوط علیہ السلام سے کیا کہا ؟

جواب : فرشتوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہے کہ ہم نے آپ کو بے یارو مددگار چھوڑ دیا ہے اور ہم ان کافروں کو کچھ نہیں کہیں گے بلکہ ہم تو آپ کے پاس وہ چیز لائے ہیں جو انہیں تباہ و برباد کردے گی۔ لہٰذا آپ پریشان نہ ہوں کیونکہ ہم آپ کے مددگار ہیں ، آپ کیلئے باعث ِ پریشانی نہیں ۔اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام رات کے کسی حصے میں اپنے گھر والوں کو لے چلیں اور آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام خود ان کے پیچھے پیچھے چلیں تاکہ آپ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام ان کی حالت پر مطلع رہیں اور تم لوگوں میں سے کوئی مڑ کر نہ دیکھے کہ قوم پر کیا بلا نازل ہوئی اور وہ کس عذاب میں مبتلا کئے گئے اور سیدھے اس طرف چلتے رہو جہاں جانے کا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے۔(حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُما نے فرمایا کہ حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ملک ِشام جانے کا حکم ہوا تھا).

سوال : حضرت لوط علیہ السلام نے بُرے ارادے سے آنے والے لوگوں سے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب :حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم کے لوگ شہرِ سدوم میں آباد تھے ، انہوں نے جب حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے یہاں خوب صورت نوجوانوں کے آنے کی خبرسنی جوکہ فرشتے تھے تو یہ لوگ فاسد ارادے اور ناپاک نیت کے ساتھ خوشی خوشی آئے۔حضرت لوط عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنی قوم سے فرمایا’’ یہ میرے مہمان ہیں اور مہمان کا اکرام لازم ہوتا ہے تم اُن کی بے حرمتی کا قصد کرکے مجھے شرمندہ نہ کرو کہ مہمان کی رسوائی میزبان کے لئے خَجالت اور شرمندگی کا سبب ہوتی ہے۔

سوال : ’’ أَصْحَابُ الایکہ ‘‘ کا معنی بیان کیجئے اور بتائیے کہ اس سے مراد کونسی قوم ہے ؟

جواب :اَصْحٰبُ الْاَیْکَۃِ‘‘ سے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی قوم مراد ہے۔ اَیکہ جھاڑی کو کہتے ہیں ،ان لوگوں کا شہر چونکہ سرسبز جنگلوں اور مَرغْزاروں کے درمیان تھا اس لئے انہیں جھاڑی والا فرمایا گیا اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو ان پر رسول بنا کر بھیجا اوران لوگوں نے نافرمانی کی اور حضرت شعیب عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو جھٹلایاتو اللہ تعالیٰ نے انہیں ہلاک کر دیا۔

سوال : آیت نمبر 98 میں اللہ پاک نے کیا حکم ارشاد فرمایا؟

جواب :آپ اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی حمد کے ساتھ اس کی پاکی بیان کریں اور سجدہ کرنے والوں میں سے ہوجائیں کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کرنے والوں کے لئے تسبیح اور عبادت میں مشغول ہونا غم کا بہترین علاج ہے۔

سوال: کیا ہمیں کفار کے مال و اسباب دیکھ کر دل برداشتہ ہونا چاہیئے مختصر نوٹ لکھئے

جواب: جی نہیں اس پر اِستقامت پانے کے لئے اس حقیقت کو اپنے پیش ِنظر رکھنا چاہیے کہ دنیا کا جتنا سازو سامان اور جتنی عیش و عشرت ہے، اس سب کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مچھر کے پر جتنی بھی حیثیت نہیں ،جیساکہ حضرت سہل بن سعد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ’’اگراللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی قدر رکھتی تو کافر کو اس سے ایک گھونٹ پانی نہ دیتا۔

اور حضرت مُستَورِد بن شداد رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے مروی ہے، نبی اکرم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اپنے نیاز مندوں کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے جارہے تھے، راستہ میں ایک مردہ بکری دیکھی تو ارشاد فرمایا: ’’تم دیکھ رہے ہو کہ اس کے مالکوں نے اسے بہت بے قدری سے پھینک دیا، دنیا کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اتنی بھی قدر نہیں جتنی بکری والوں کے نزدیک اس مری ہوئی بکری کی ہو۔

اور جب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دنیا کی یہ حیثیت ہے تو دنیا کا مال و دولت اور عیش و عشرت نہ ملنے پر کسی مسلمان کو غمزدہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ اسے شکر کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے اس چیز سے بچا لیا جس کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں .

{سورۃ النحل}

سوال: سورۃ النحل کا نام رکھنے کی وجہ بیان کریں ؟

جواب: عربی میں شہد کی مکھی کو نحل کہتے ہیں۔ اس سورت کی آیت نمبر 68 میں اللہ پاک نے شہد کی مکھی کا ذکر فرمایا اس مناسبت سے اس سورت کا نام " سورہ نحل " رکھا گیا۔

سوال: سورۃ النحل کا مرکزی مضمون بیان کریں ؟

جواب : اس سورت مبارکہ کی بہت پیاری خصوصیت یہ ہے اس میں کثرت سے اللہ پاک کی عظمت ، قدرت، حکمت اور وحدانیت پر دلائل کے دیئے گئے ہیں۔ اگر کثرت سے اس سورت کو سمجھ کر بار بار پڑھا جائے تو دل میں اللہ پاک کی محبت اور عظمت کا اضافہ ہوتا ہے۔ نیز اس سورت میں اللہ پاک کی نعمتوں کا خوب بیان ہے اگر ان نعمتوں کے بارے میں بار بار غور کریں تو دل میں شکر الٰہی کا جذبہ بیدار ہو گا اور محبت الٰہی میں اضافہ ہو گا۔

سوال: کیا جانوروں سے انسانوں کو فائدہ ہوتا ہے؟

جواب: جی ہاں ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اونٹ، گائے اور بکریاں وغیرہ جانورپیدا کئے ، ان کی کھالوں اور اُون سے تمہارے لیے گرم لباس تیار ہوتے ہیں اوراس کے علاوہ بھی ان جانوروں میں بہت سے فائدے ہیں جیسے تم ان کی نسل سے دولت بڑھاتے ہو، اُن کے دودھ پیتے ہو، اُن پر سواری کرتے ہو اور تم ان کا گوشت بھی کھاتے ہو جب تم ان جانوروں کو شام کے وقت چراگاہوں سے واپس لاتے ہو اور جب صبح کے وقت انہیں چرنے کے لئے چھوڑتے ہو تو اس وقت ان جانوروں کی کثرت اور بناوٹ دیکھ کر تمہیں خوشی حاصل ہوتی ہے اور لوگوں کی نگاہوں میں تمہاری عزت، وجاہت اور مقام و مرتبہ بڑھ جاتا ہے وہ جانور تمہارا سامان اور سفر کے دوران کام آنے والے آلات اس شہر تک لے جاتے ہیں جہاں تم اپنی جان کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے، بیشک تمہارا رب نہایت مہربان، رحم والا ہے کہ اس نے تمہارے لئے یہ نفع دینے والی چیزیں پیدا کی ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے بھی تمہارے نفع کے لئے پیدا کئے تاکہ تم ان پر سوار ی کرو اور ان میں تمہارے لئے سواری اور دیگر جو فوائد ہیں ان کے ساتھ ساتھ یہ تمہارے لئے زینت ہیں۔

سوال : بتوں کے بارے میں سورۂ نحل میں اللہ پاک نے کیا ارشاد فرمایا ہے ؟

جواب :ابو اللیث سمرقندی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ کفار اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی عبادت کرتے ہیں وہ اس بات پر قادر نہیں کہ کوئی چیز پیدا کر سکیں بلکہ وہ خود پتھروں اور لکڑی وغیرہ سے بنائے جاتے ہیں ۔امام فخر الدین رازی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ جن بتوں کی کفار عبادت کرتے ہیں وہ اپنی ذات میں بھی ناقص ہیں کہ انہیں دوسروں نے بنایا ہے اور اپنی صفات میں بھی ناقص ہیں کہ یہ کسی چیز کو پیدا ہی نہیں کر سکتے

یہ بت جن کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے بے جان ہیں، ان میں روحیں نہیں اور نہ ہی یہ اپنی عبادت کرنے والوں کو کوئی نفع پہنچانے کی قدرت رکھتے ہیں

سوال : مومن بندے کی موت کے وقت فرشتہ کیا کہتا ہے؟

جواب :اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے ان کی جان پاکیزگی کی حالت میں نکالتے ہیں کہ وہ شرک اور کفر سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے اقوال ، افعال ،اخلاق اور خصلتیں پاکیزہ ہوتی ہیں ،نیکیاں ان کے ساتھ ہوتی ہیں ، حرام اور ممنوع اَفعال کے داغوں سے ان کا دامنِ عمل میلا نہیں ہوتا، روح قبض ہونے کے وقت اُن کو جنت و رِضوان اور رحمت و کرامت کی بشارتیں دی جاتی ہیں ، اس حالت میں موت انہیں خوشگوار معلوم ہوتی ہے، جان فرحت و سُرور کے ساتھ جسم سے نکلتی ہے اور ملائکہ عزت کے ساتھ اس کو قبض کرتے ہیں۔

سوال : کیا کائنات میں ایسی بھی چیزیں موجود ہیں جنہیں انسان نہیں جانتے؟

جواب: جی ہاں کائنات میں ایسی بھی چیزیں موجود ہیں جنہیں انسان نہیں جانتے .

سوال: تکبر کہ بارے میں کچھ نوٹ لکھیں ؟

جواب:__تکبر کی تعریف__ :تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔

__تکبر کی اقسام اوراحکام__ : (1) اللہ پاک کے مقابلے میں تکبر۔تکبر کی یہ قسم کفر ہے۔ (2) اللہ پاک کے رسولوں کے مقابلے میں تکبر۔تکبر کی یہ قسم بھی کفر ہے۔ (3) بندوں کے مقابلے میں تکبر۔یعنی اللہ پاک اور رسولُ اللہ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کے علاوہ مخلوق میں سے کسی پر تکبر کرنا ، اس طرح کہ اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو حقیر جان کر اس پر بڑائی چاہنا اور مساوات یعنی باہم برابری کو ناپسند کرنا۔ یہ صورت اگرچہ پہلی دو صورتوں سے کم تر ہے مگر یہ بھی حرام ہے۔

مُتکبِّرین کے لئے رُسوائی : اللہ پاک کے آخری نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا : قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند ا ٹھایا جائے گا ، ہرجانب سے ان پر ذلّت طاری ہو گی ، انہیں جہنم کے " بُولَس " نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر ان پر غالب آ جائے گی ، انہیں " طِیْنَۃُ الْخَبَال یعنی جہنمیوں کی پیپ " پلائی جائے گی۔

اللہ کے محبوب صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا : جو تکبر کی وجہ سے اپنا تہبند لٹکائے گا اللہ پاک قِیامت کے دن اُس پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا

حصہ : 02

سوال : سورہ نحل کی آیت 41 کن افراد کے بارے میں نازل ہوئی؟

جواب :شانِ نزول:حضرت قتادہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں '' یہ آیت رسولُ اللہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ان صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْھُم کے حق میں نازل ہوئی جن پر اہلِ مکہ نے بہت ظلم کئے اور انہیں دین کی خاطر وطن چھوڑنا ہی پڑا ،بعض اُن میں سے حبشہ چلے گئے پھر وہاں سے مدینہ طیبہ آئے اور بعض مدینہ شریف ہی کو ہجرت کر گئے۔ ان کی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مدح فرمائی اور ان کے اجر کو بہت بڑا اجر قرار دیا ۔

سوال : کیا صرف انسان اللہ پاک کو سجدہ کرتے ہیں؟

جواب :جی نہیں جو بھی چیز اللہ رب العزت نے پیدا کی ہے سب اللہ پاک کو سجدہ کرتے ہیں ۔

سوال : کیا نبوت کا شرف مردوں کے علاوہ کسی عورت کو بھی ملا ہے؟

جواب :جی نہیں نبوت کا شرف صرف مردوں کو ہی ملا ۔

سوال : مشرکین فرشتوں کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے ؟

جواب : مشرکین فرشتوں کو اللہ پاک کی بیٹیاں قرار دیتے تھے ۔

سوال: فرشتوں کے بارے میں اسلامی عقائد کیا ہیں؟

جواب: فرشتے" نوری مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نور سے پیدا کیا اور ہماری نظروں سے پوشیدہ کر دیا اور انہیں ایسی طاقت دی کہ جس شکل میں چاہیں ظاہر ہو جائیں۔ "فرشتے" حکمِ الٰہی کے خلاف کچھ نہیں کرتے۔ یہ ہر قسم کے صغیرہ، کبیرہ گناہوں سے پاک ہوتے ہیں

حصہ 03

سوال : شہد کے تخلیقی مراحل کسی طرح قدرت الہی واضح کر رہے ہیں ؟

جواب :اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھی کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ بعض پہاڑوں ، درختوں اور چھتوں میں گھر بنائے،پھر میٹھے ، کڑوے ،پھیکے ہر قسم کے پھلوں اور پھولوں میں سے کھائے اور ان کی تلاش میں اپنے رب کے بنائے ہوئے نرم و آسان راستوں پر چلتی رہے جن کا اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسے اِلہام کیا گیا ہے حتّٰی کہ اسے ان راستوں پرچلنا پھر نادشوار نہیں اور وہ کتنی ہی دور نکل جائے راستہ نہیں بھٹکتی اور اپنے مقام پر واپس آجاتی ہے۔ اس کے پیٹ سے ایک پینے کی چیز یعنی شہد سفید ، زَرد اور سُرخ رنگوں میں نکلتا ہے ،اس میں لوگوں کیلئے شفا ہے اور یہ نافع ترین دواؤں میں سے ہے اور بکثرت معجونوں میں شامل کیا جاتا ہے۔ بیشک اس میں غور وفکر کرنے والوں کیلئے اللہ تعالیٰ کی قدرت و حکمت پر نشانی ہے کہ اُس نے ایک کمزور اور ناتوان مکھی کو ایسی زِیر کی و دانائی عطا فرمائی اور ایسی پیچیدہ صَنعتیں مَرحَمت کیں ، وہ پاک ہے اور اپنی ذات و صفات میں شریک سے مُنَزَّہ ہے، اس سے غوروفکر کرنے والوں کو اس پر بھی تنبیہ ہوجاتی ہے کہ وہ اپنی قدرتِ کاملہ سے ایک ادنٰی ضعیف سی مکھی کو یہ صفت عطا فرماتا ہے کہ وہ مختلف قسم کے پھولوں اور پھلوں سے ایسے لطیف (ملائم) اجزا حاصل کرے جن سے نفیس شہد بنے جو نہایت خوشگوار ہو، طاہر و پاکیزہ ہو، فاسد ہونے اور سڑنے کی اس میں قابلیت نہ ہو تو جو قادر حکیم ایک مکھی کواس (شہد) کے مادے جمع کرنے کی قدرت دیتا ہے وہ اگر مرے ہوئے انسان کے مُنْتَشِر آجزا کو جمع کردے تو اس کی قدرت سے کیا بعید ہے ،مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو محال سمجھنے والے کس قدر احمق ہیں ۔

سوال : جانوروں کا دودھ بھی قدرت الہی کی نشانی ہے ؟ اس کی وضاحت کیجیے۔

جواب :اللہ تعالیٰ کی عظمت و قدرت کی نشانیاں ہر چیز میں موجود ہیں حتّٰی کہ اگر تم اپنے مویشیوں میں بھی غور کرو تو تمہیں غور وفکر کرنے کی بہت سی باتیں مل جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی حکمت کے عجائب اورا س کی قدرت کے کمال پر تمہیں آگاہی حاصل ہوجائے گی۔ تم غورکرو کہ ہم تمہیں ان جانوروں کے پیٹوں سے گوبر اور خون کے درمیان سے خالص دودھ

نکال کرپلاتے ہیں جو پینے والے کے گلے سے آسانی سے اترنے والا ہے، جس میں کسی چیز کی آمیزش کا کوئی شائبہ نہیں حالانکہ حیوان کے جسم میں غذا کا ایک ہی مقام ہے جہاں چارا ،گھاس ، بھوسہ وغیرہ پہنچتا ہے اور دودھ، خون گوبر سب اسی غذا سے پیدا ہوتے ہیں اوران میں سے ایک دوسرے سے ملنے نہیں پاتا ۔ دودھ میں نہ خون کی رنگت کا شائبہ ہوتا ہے نہ گوبر کی بوکا، نہایت صاف اور لطیف برآمد ہوتا ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی حکمت کی عجیب کاریگری کا اِظہار ہے

سوال : اس سورۃ مبارک کی آیت نمبر 90 میں کن کاموں کو کرنے کی تاکید کی گئی ہے؟

جواب :عدل اور انصاف کا (عام فہم) معنی یہ ہے کہ ہر حق دار کو اس کا حق دیاجائے اور کسی پر ظلم نہ کیا جائے ، اسی طرح عقائد، عبادات اور معاملات میں اِفراط و تفریط سے بچ کر درمیانی راہ اختیار کرنا بھی عدل میں داخل ہے جیسے بندہ نہ تو دہریوں کی طرح اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرے اور نہ مشرکوں کی طرح اللہ تعالیٰ کو شریک ٹھہرانے لگے بلکہ اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو موجود، واحد اور لاشریک مانے، اسی طرح نہ تو یہ نظریہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ مومن بندے کے کسی گناہ کا مُؤاخذہ نہیں فرمائے گا اور نہ ہی یہ عقیدہ رکھے کہ کبیرہ گناہ کرنے والا ہمیشہ جہنم میں رہے گا بلکہ یہ عقیدہ رکھے کہ گنہگار مسلمان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مَشِیَّت پر مَوقوف ہے وہ چاہے تواسے سزا دے اور چاہے تو اسے معاف کر دے اور کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان ہے، وہ اگر جہنم میں گیا تو ہمیشہ جہنم میں نہ رہے گا بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پوری ہونے کے بعد جنت میں داخل ہو گا۔ یونہی بندہ عبادات میں اس قدر مصروف نہ ہو جائے کہ اس وجہ سے بیوی بچوں ، عزیز رشتہ داروں، پڑوسیوں اور دیگر لوگوں کے شرعی حقوق ہی ادا نہ کر سکے اور نہ عبادات سے اس قدر غافل ہو کہ فرائض و واجبات ہی ترک کرنا شروع کر دے بلکہ فرائض و واجبات اور سُنَن کی ادائیگی تو ضرور کرے البتہ نفلی عبادت و ریاضت اتنی کرے کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کے شرعی حقوق بھی آسانی کے ساتھ ادا کر سکے ، ایسے ہی سخاوت کرنا بہت عمدہ فعل ہے لیکن یہ نہ اتنی کم ہو کہ بندہ بُخل کے دائرے میں داخل ہوجائے اور نہ ہی اتنی زیادہ ہو کہ وہ فضول خرچی میں شامل ہو جائے بلکہ ان دونوں کے درمیان ہو۔

سوال: سورہ نحل کی آیت نمبر 97 میں نیک مردوں اور عورتوں کی دنیاو آخرت کے بارے میں کیا فرمایا گیا ہے ؟

جواب :جو مرد یا عورت نیک عمل کرے اور وہ مسلمان ہو تو ہم ضرور اسے دنیا میں حلال رزق اور قناعت عطا فرما کر اور آخرت میں جنت کی نعمتیں دے کرپاکیزہ زندگی دیں گے۔

حصہ: 04

سوال : اللہ پاک کا شکر کس وقت کرنا چاہیے ؟

جواب : ہمیں اللہ پاک کا شکر ہر وقت کرنا چاہیے.

سوال : نبی کریم صلی اللہ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسلم کے پاس قرآن مجید کے احکام کون لے کر آتا تھا؟

جواب : نبی کریم صلی اللہ عَلَیْہِ وَالِہٖ وَسلم کے پاس قرآن مجید کے احکام حضرت جبرائیل علیہ السلام لیکر آتے تھے.

سوال : جھوٹ بولنا اور بہتان باندھنا کن لوگوں کا کام ہے؟

جواب : جھوٹ بولنا اور بہتان باندھنا بے ایمانوں ہی کا کام ہے۔ جھوٹا بہتان وہی باندھتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں لاتے اور وہی جھوٹے ہیں.

سوال:اللہ پاک کی نعمتوں کی ناشکری کرنے والوں کو کیا سزا ملی؟

جواب :ایک بستی جیسے کہ مکہ کے رہنے والے جوامن و اطمینان سے تھے، ان پر لٹیرے اور ڈاکو چڑھائی کرتے نہ وہ قتل اور قید کی مصیبت میں گرفتار کئے جاتے، ہر طرف سے ان کے پاس ان کا رزق کثرت سے آتا تھا تو وہ لوگ نافرمانیاں کرکے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کی ناشکری کرنے لگے اور انہوں نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی تکذیب کی تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ان کے اعمال کے بدلے میں انہیں بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا کہ سات برس تک نبی کریم صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی دعائے ضَرَر کی وجہ سے قحط اور خشک سالی کی مصیبت میں گرفتار رہے یہاں تک کہ مردار کھاتے تھے پھر امن واِطمینان کی بجائے خوف و ہراس ان پر مُسَلَّط ہوا اور ہر وقت مسلمانوں کے حملے اور لشکر کشی کا اندیشہ رہنے لگا،یہ ان کے اعمال کا بدلا تھا

سوال : ظالم سے بدلہ لینے کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا گیا ہے؟

جواب : ظالم سے بدلہ لینا جائز ہے اور اس سے اتنا ہی بدلہ لیا جائے گا جتنا اس نے ظلم کیا لیکن بدلہ لینے پر قدرت کے باوجود معاف کر دینا بہت بہتر ہے۔

سوال: حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اوصاف خوبصورت انداز میں تحریر کیجئے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کے 9 اَوصافِ حمیدہ بیان فرمائے ہیں - (1) حضرت ابراہیم عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام تمام اچھی خصلتوں اور پسندیدہ اَخلاق کے مالک تھے۔ (2) اللہ تعالیٰ کے فرمانبردار تھے۔ (3) دینِ اِسلام پر قائم تھے۔ (4) مشرک نہ تھے۔ کفارِ قریش اپنے آپ کو دینِ ابراہیمی پر خیال کرتے تھے ،اس میں ان کفار کے اس نظریے کا رد ہے - (5) اللہ تعالیٰ کے احسانات پر شکر کرنے والے تھے۔ (6) اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نبوت و خُلَّت کے لئے منتخب فرما لیا تھا۔ (7) انہیں سیدھے راستے یعنی دینِ اِسلام کی طرف ہدایت دی تھی۔ (8) دنیا میں بھی انہیں بھلائی دی گئی۔ اس سے مراد رسالت، اَموال، اولاد ،اچھی تعریف اور قبولیتِ عامہ ہے کہ تمام اَدیان والے مسلمان، یہودی ، عیسائی اور عرب کے مشرکین سب اُن کی عظمت بیان کرتے اور اُن سے محبت رکھتے ہیں - (9) آخرت میں قرب والے بندوں میں سے ہوں گے۔

صَلُّوْا عَلَي الْحَبِيْب! صَلَّي اللهُ تَعَالٰي عَلٰي مُحَمَّد